

تذکرہ عمت نیدی اجماہ کا صحیح رخ

مولفہ

ملونا عبدالغفور صاحب الوری

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ قیاض العلوم

صدر مجلس استقبالیہ گل پاکستان میلاد مصطفیٰ کا مہینہ فرس ماہیچہ

قرآن مجید

حاجی فقیر محمد غلام مصطفیٰ کوٹ بدر دین قصور

نام کتاب

مصنف

کتابت

سال طباعت

صفحات

طباعت

طابع

تعداد

قیمت

ملنے کا پتہ

تبلیغی جماعت کا صحیح رخ

شیخ الحدیث الحاج علامہ محمد عبدالغفور الوری

شاہ محمد حسینی نظامی، محلہ محمود پورہ قصور

ربیع الثانی، مارچ ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

۱۶۰

آفسٹ اشاعت ۱۳۲۹ھ

حاجی فقیر محمد، قصور

ایک ہزار ایک سو (۱۱۰۰)

۱۵۰ روپے

دارالعلوم فیاض العلوم رائے ونڈ (لاہور)

ایک حدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انظروا من تجالسون وعنن تأخذون دينكم
 الشاطين يتصورون اخيرا الزمان في صور الرجال
 يكونون حد ثنا و اخبرنا و اذا جلسنا الى رجل فاسئلوه
 عن اسيد و آبيه و عشيرته فتفقذونه اذا عاب -

ترجمہ : کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۱۳ حدیث نمبر ۲۹۱۳۱

”جس کے پاس بیٹھو اور دین کی سمجھ حاصل کرو، اسے پہلے
 خوب دیکھ لو کیونکہ آخر زمانہ میں شیطان انسانوں کی شکلوں میں
 (گمراہ کرنے کے لئے) حدیثیں پڑھ پڑھ کر سنائے پھریں گے
 اور کہتے پھریں گے ”حد ثنا و اخبرنا“ اور جب تم کسی مرد کے
 پاس بیٹھنے کا قصد کرو تو پہلے اس سے اس کا نام اور باپ
 اور قبیلہ کے متعلق پوچھ لو کیونکہ اس کے فائب ہوتے ہی
 پھر تم اسے نہیں پائے گے وہ مفقود ہو جائے گا“

شکریہ

میرے محکم و محترم بھائی مولوی حاجی فقیر محمد صاحب قھوری دام مجیدہ، اور
صوفی پیر محمد اسماعیل نقشبندی شاہدرہ ٹاؤن جال (لندن) اور صاحبزادہ
پیر خادم حسین شرفپوری نقشبندی شاہدرہ ٹاؤن لاہور نے ہمیشہ ناچیز کا دینی
معاہلات میں حد سے فزول ساتھ دیا اور دوسے رہے ہیں۔ میری یہ خدمت
دینی دلی جو کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے، اس کا شائع کرانا اور
نہایت قلیل وقت میں منظر عام پر لانا انہی کی مساعی جہلیہ کا نتیجہ ہے۔ میرے
ان محبین کے لئے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں
تاہم بفرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ،
تذول سے مشکور ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صاحبِ ولولہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان صالح کیمک، سختوں کو ہمیشہ باعزت و عظمت زندہ و
پابندہ، سلامت باکرامت و شرافت رکھے۔ آمین۔

(محمد عبدالغفور الوری غفرلہ)

تقریظ

① غزالی دوراں استاذ المحدثین فخر المحققین استاذ المکرم علامہ سیدی وسیدی
سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ، صدر
مرکزی تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان و صدر مرکزی جماعت اہلسنت
پاکستان، شیخ الحدیث و مستم مدرسہ انوار العلوم، ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و سلم علی رسول اکرم و آلہ و صحبہ اجمعین
اما بعد! فاضل جلیل مولانا محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی مجددی الوری،
مستم و شیخ الحدیث مدرسہ فیاض العلوم رائے وندہ سلم اللہ تعالیٰ کی زیر نظر تالیف فقیر نے
بعض مقامات سے دیکھی، فاضل مولف نے نہایت محنت اور کاوش کے ساتھ علمی و
استدلالی طور پر اپنے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ تبلیغی جماعت کا ظاہر عوام کے سامنے دینی اور
مذہبی نظر آتا ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو اختلاف عقائد سے بھی بالاتر ظاہر کرتے ہیں لیکن حقیقت
اس کے برعکس ہے۔ اہل سنت کیلئے یہ تالیف دیدہ و بینا کا حکم رکھتی ہے، اس موصوف پر
مفصل لکھنا نہایت ضروری تھا تاکہ عوام اہلسنت تبلیغی جماعت کے عقائد و اصول سے
واقف ہوں۔ الحمد للہ مولانا موصوف نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا
المحترم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی اس تالیف کو امت مسلمین کیلئے منفعیت بنائے۔ آمین
سید احمد سعید کاظمی غفرلہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاری مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ و نامہ اعلیٰ تنظیم مدرسہ (السنن) پانچگان

۲

تبلیغی جماعت کی بنیاد منافعت کے گہرے اور مضبوط ان اصولوں پر رکھی گئی ہے جن کو قرآن پاک نے منافعین کے طور طریقوں کی صورت میں بیان کیا ہے کہ یہ فساد ہونے کے باوجود مصلح ہونے کے دعویدار اور گروہ شیطان ہونے کے باوجود دموں ہونے کا پرچار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے کردار سے ہاشور مسلمان بھی دھوکہ کھا جاتا ہے اور اس کو نیکی اور صلح جوئی تصور کرتا ہے جبکہ اس جماعت کے فتنہ و فساد سے وہی لوگ آگاہ ہو سکتے ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ نور نبوت سے مستفیض اور نور بصیرت کے حامل ہوں۔

حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوری صاحب نے سالہا سال تبلیغی جماعت کے مرکز کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے تبلیغی جماعت کے رُخ سے پردہ اٹھایا ہے جس سے مسلمان اس جماعت کے فریب سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا کی ان سامعی جمید کو قبول فرمائے۔ آمین محمد عبدالقیوم غفرلہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۸ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوسعید غلام سرور قادری مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ

میں مارکیٹ، گلبرگ ۲، استاد الحدیث والادب العربی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

زیر نظر کتاب استاد العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب الوری شیخ الحدیث فیاض العلوم رائے ونڈ کی علمی و فکری کاوش کا عمدہ نتیجہ ہے جسے پڑھ کر تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ سامنے آ جاتا ہے۔ تبلیغ دین ایک اہم فریضہ ہے جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمہ کے علماء کو تفویض ہوا لیکن تبلیغی جماعت کے مبلغین علم دین سے بے بہرہ ہیں ان کے علم کی "ان صرف تبلیغی نصاب" ایسی اردو کی ایک کتاب پر اگر ٹوٹتی ہے۔ وہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے

ہیں اور نہ ہی سنت و فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں، وہ صرف اسی ایک کتاب تبلیغی نصاب کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور بس، جبکہ تبلیغ دین کیلئے باقاعدہ علم دین پر عبور کی ضرورت ہے امام ہینہ اللہ بن سلامہ کی کتاب النسخ والنسخہ میں ہے کہ ایک شخص جامع مسجد کوفہ میں تقریر کر رہا تھا، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اس مقررہ و واعظ سے پوچھا هَلْ تَدْرِي، النَّاسِخُ وَالْمَنْسُوخُ؟ کہ تجھے قرآن و سنت کے ناسخ و منسوخ کا علم ہے جو تو وعظ کر رہا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے اسکی گود شمالی فرمائی اور مسجد سے نکال دیا اور فرمایا فَلَا تَقْصُصْ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا کہ خبردار آئندہ ہماری مسجد میں وعظ و تقریر یا درس نہ دینا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایک اُن پڑھنے سے سلوک فرمایا لِهَذَا اِتَّبَعْنِي جَمَاعَتُكَ اَنْ تَرْجُو مَبْلُغُونَ كَوْنِي مَسْجِدِيں ہرگز نہ برگز و وعظ و تقریر یا درس دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔ علاوہ ازیں مکالمۃ القادریں میں ہے کہ اس جماعت کے بانی مولوی الیاس کو انگریزوں سے امداد ملا کرتی تھی، ظاہر ہے کہ وہ

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کے مطابق یہ جماعت انگریزوں کے ایمار پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے معرض وجود میں آئی، نیز مولوی الیاس نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ انہوں نے مولوی شرف علی نقاوی کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے اس جماعت کی بنیاد ڈالی ہے۔ حضرت علامہ قبلہ الوری صاحب کی عمر اور علم میں خدا برکت دے، انہوں نے تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے جس کے بعد سبھا طور سچے میدان کی جاسکتی ہے کہ عوام اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے اس سے دور رہ کر اپنے ایمان کا تحفظ کریں گے فقط

محمد ابوسعید غلام سرور قادری

۴) حکیم اہل سنت حضرت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ صدر مرکزی مجلس اہل سنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”تبلیغی جماعت“ عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ایک گہری سازش ہے، اسے بے نقاب کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوریؒ مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر عطا کر کے کہ انہوں نے اس مذہب سازش کا پردہ چاک کر دیا ہے۔
محمد موسیٰ عفی عنہ

۵) حضرت مولانا سید شریف احمد شرف نوشاہیؒ بجاؤ نشین سابق پال شریف

ہیں جناب حکیم اہل سنت محمد موسیٰ امرتسریؒ مدظلہ کی مذکور بالا رائے سے متفق ہوں۔

سید شرافت نوشاہی

شیخ الحدیث فقیر حضرت علامہ مولانا ابو الفضل غلام علی شرفی برکاتی صدر مجتہد علماء پاکستان و پنجاب، مہتمم شرفی اہل سنت و جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم — جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب آئینہ شریعت
الحدیث جامعہ فیاض العلوم لائسنس و مذکور شخصیت دینی اور علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے آپ کا عظیم
تبلیغی تدبیر اور مذہبی مرکز سنییت لائسنس و مذکور میں جس جوہ دینی اور مذہبی خدمات سر انجام دیے ہیں آپ نے
تبلیغی جماعت کا صحیح رخ کے عنوان سے جو کتاب مرتب فرمائی ہے ناچیز نے بعض مقامات سے اسے دیکھا
اور تحقیقی پایا یہ مولانا موصوف کی محنت و تبلیغی کدو کاوش کا عمدہ ثبوت ہے۔ نام نہاد تبلیغی جماعت کے راز پر
سر بسطہ کو جس طرح حضرت علامہ نے شہادت ابراہیم کیا ہے یہ انہیں کا حصہ ہے چونکہ علامہ موصوف بھی میروانی
میں اس لئے ”آل البیت“ اور ”بانی البیت“ کے مصداق الہامی پارٹی کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں
اور جن حقائق کا انکشاف جناب موصوف نے اس کتاب میں فرمایا ہے یہ آپ کی محققانہ تحقیق کا نتیجہ ہے جس تمام
سنی جماعتوں سے متفق ہوں کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب
کو دین اسلام اور ملک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے۔ والسلام

ابو الفضل غلام علی شرفی برکاتی، خادم التفسیر و الحدیث اذکار و قیام غفرلہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

مصنف کے مختصر حالات زندگی

تحریر — شاہ محمد چشتی نظامی خوشنویس، محدث و دورہ قصو

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ الحاج محمد عبدالغفور الوریؒ زید مجاہد، ان بندگان خدا کے
زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہیں جنہیں محض کمانے، کھانے پینے
اور پینے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی آفرینش کا ایک مقصد ہے اور
وہ صرف اور صرف دین خدا و رسول کی شبانہ روز خدمت ہے۔

ولادت آپ ۱۳۵۶ھ/۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء کو ریاست اور (بھارت) کے
ایک گاؤں کھیرا جہاں میں جناب امید علی خاں بن محمد خاں کے گھر میں پیدا ہوئے
گاؤں کے ایک گرام و ضلع بولا ناگلا دارا صاحب خاں نے آپ کا نام محمد عبدالغفور تجویز فرمایا۔ آپ
زمیندار قوم میورا جھپوت سے تعلق رکھتے ہیں اور بارہ کوٹ میں سے گوٹ سیمبھل
میں شمار ہوتے ہیں۔

حصول علم

ابتدائی تعلیم اپنے چچا پنہال خاں اور ماسٹر عبدالحمید گکڑ سے حاصل کی اور
بعد ازاں باقاعدہ تحصیل علوم کیلئے آپ نے شرفیور شریف، خانپور اور ملتان کا سفر کیا اور
اہل سنت کے نامور علماء سے علم حاصل کیا اور صرف ۲۲ سال کی عمر میں جبکہ عالم بن گئے۔
آپ کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل اکابر امت قابل ذکر ہیں۔

۱۔ مناظر اسلام علامہ قاضی عبدالسبحان کھلائی رحمۃ اللہ علیہ

۳- حضرت علامہ غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کائنات کاظمی مدظلہ العالی

۴- حضرت علامہ سراج الفقہار مولانا سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۹ء میں اپنے گرامی قدر استاذ غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کائنات مدظلہ العالی کے ہاتھوں سے دارالعلوم ملتانیں چیک کر فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۶۲ء میں دارالابن سیدین لاہور میں مدرس

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نیمی مدظلہ نے اپنے شاگردان دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور میں بحیثیت صدر مدرس آپ کو بلا لیا، ۱۹۶۴ء میں مفتی غوثیہ رضویہ، رحیم یار خاں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۶۸ء میں استاذ کرم طرابلسی دوران علامہ احمد سعید شاہ صاحب کائنات کاظمی زوال اللہ عنایتہ کے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے۔

تلامذہ اس دوران ملک کے مختلف علاقوں سے آنیوالے طلبہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور ملک میں دینی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا، چند تلامذہ کے نام یہاں

• خطیب پاکستان حضرت مولانا علامہ عبدالوجید ربانی، ملتان

• مولانا غلام رسول خطیب جامع مسجد غلہ منڈی فورٹ عباس (بہاولنگر)

• علامہ صاحبزادہ خادم حسین شرف پوری، مہتمم ریاض العلوم، شاہدہ لاہور

• مفتی مراد حسین شاہ مہتمم مدرسہ نعیمیہ فیض العلوم، سید پور، لاہور

• قاری شیر محمد، خطیب بستی عبدالقادر قصود ناظم نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ

• صاحبزادہ جمیل اللہ فاروقی، خطیب لیڈی پارک، اوکاڑہ

• عبدالخالق صدیقی، خطیب باغبان پورہ، لاہور

علامہ منظور احمد، خطیب جامع سلطان باہو، گوجرانوالہ

• حافظ قاری سید زوال حسین شاہ بخاری مہتمم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور

• سراج الحق، مہتمم مدرسہ رضویہ اہلسنت، ٹلٹوڑی، ضلع قصور

• حافظ قاری نذیر احمد کشمیری، تزار کھل

• اصغر علی شہر قیوری، نئی بھینی، ضلع شیخوپورہ

• حکیم محمد یونس، خطیب کرتو، نارنگ منڈی

• حافظ قاری محمد اختر علی نقشبندی سابق، ناظم نشر و اشاعت عتبات اہلسنت کراچی

• حافظ عبدالرحمن، خطیب چک نمبر ۹، فیصل آباد

• محمد شریف، خطیب شاہدہ لاہور

• خلیل احمد بستی درویش والی، لودھرا • حافظ محمد ابراہیم، مظفر گڑھ

• مولوی محمد بخش نظامی، تونسہ شریف • محمد ضعیف، منڈی چشتیاں

• محمد ضعیف، سچن آباد • مولوی محمد یونس، ملتان

• خان محمد، ڈیرہ غانہ بچان • شیخ غلام محمد، تونسہ شریف

• محمد شفیع، مظفر گڑھ • غلام فرید قادری، تحصیل شجاع آباد

• سید لطاف حسین گیلانی، ملتان • خدابخش سعیدی، مظفر گڑھ

• محمد قاسم ویسی، • رحیم بخش سعیدی، تحصیل بیاقت پور

• غلام محمد نظامی، مظفر گڑھ

• نذیر احمد انصاری، ساہیوال

دارالعلوم کا قیام | کئی سال کے تبلیغی و تدریسی تجربے کے بعد ۱۹۷۷ء میں آپ نے رائے وٹہ میں ایک وسیع پلاٹ خرید کر دارالعلوم فیاض العلوم کی بنیاد رکھی اور نوکل علی اللہ کام شروع کر دیا۔ یہ علاقہ خاص طور پر بد مذہبی کی اشاعت کرنیوالی تبلیغی جماعت کے زرخیز میں آچلا تھا، آپ کے یہاں تشریف لانے کے بعد تبلیغی جماعت کی تبلیغی دیوار منہدم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

اس وقت دارالعلوم میں مجموعی طور پر دو قسم ہیں جن کی ضروریات کا کفیل بغضہ تقاضے دارالعلوم ہی ہے، چھ علماء و حفاظ مصروف تدریس ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے یہ دارالعلوم روز افزوں ترقی پے۔

ملکی تحریکوں میں حصہ | بے پناہ مشاغل کے باوجود آپ ملکی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے آئے ہیں، تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور کام کیا اور اس کی پاداش میں اپنے بعض تلامذہ سمیت آپ جیل بھی گئے اور ایک ماہ تک جیل ہی میں امامت و خطابت سے لوگوں کے دلوں کو نور اسلام سے منور فرماتے رہے۔

میلاد کا نفرنس | آپ طبعی طور پر انتھک واقع ہوئے ہیں، اس وقت آپ بیک وقت کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں، مزید برآں آپ صلیح لاہور حلقہ ۱۱ کے نئے جمعیتہ العلماء پاکستان کے صدر بھی ہیں اور ملتان میں کامیاب ترین کل پاکستان سنی کانفرنس کے بعد رائے وٹہ میں منعقد ہونیوالی کل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس کی پندرہ رکنی انتظامی کمیٹی کی مجلس استقبالیہ کے چیرمین کے طور پر آپ ہی کو نامزد کیا گیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ اس تاریخی کانفرنس میں ۳ لاکھ سے زیادہ شہداء ایمان رسول شریک ہوں گے۔

فہرست

(حصہ اول)

انتساب

مقدمہ

- ۱- بانی تبلیغی جماعت الیاس کے متعلق ۲۲
- ۲- الیاس اپنا دعا سمجھانے سے قاصر تھا //
- ۳- الیاس کی گفتگو سے وحشت پیدا ہو جاتی تھی ۲۳
- ۴- الیاس بکتا رہتا تھا ۲۵
- ۵- الیاس مشکل کشا ہیں ۲۶
- ۶- صحابہ سے براہری //
- ۷- الیاس قدرت الہی کی نشانی ۲۷
- ۸- تبلیغی جماعت کا مکتب حقیقہ ہے ۲۹
- ۹- الیاس کی قوت فکریہ ۳۲
- ۱۰- الیاس کا دلی مقصد کوئی نہیں جانتا ۳۳
- ۱۱- گنگوہی اور اشرف علی، الیاس کے جسم و جاں تھے ۳۴
- ۱۲- فتویٰ کفر از علماء ردیو بسند ۳۵
- ۱۳- تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی خدمت سمجھتی ہے ۳۸

- ۱۳- نماز میں رسول اللہ کا خیال گدھے میں ۳۹
- ۱۵- تبلیغی جماعت کے بانی کا دلی مقصد خطرناک ۴۱
- ۱۶- الیکس صاحب بزرگوں کے منصب کی پرواہ نہ کرتے۔ ۴۳
- ۱۷- اس تحریک کا پوشیدہ راز ظاہر ہو گیا۔ ۴۴
- ۱۸- الیکس صاحب نے قسم کھالی۔ ۴۴
- ۱۹- تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں سوا اہل عظیم معصوم ملعون ۴۵
- ۲۰- تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی گنہگار۔ ۴۸
- ۲۱- بلا تعظیم حضور کا نام پاک، ۴۹
- ۲۲- تبلیغی جماعت سخت خبیثہ۔ ۵۰
- ۲۳- دیوبندیوں کے نزدیک اللہ جھوٹا ہے۔ ۵۳
- ۲۴- محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ ۵۵
- ۲۵- تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ کرتی ہے۔ ۵۶
- ۲۶- وضاحت پیشہ۔ ۵۸
- ۲۷- وضاحت نصاب۔ ۵۸
- ۲۸- تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا۔ ۶۵
- ۲۹- انسانیت نبی کی محتاج نہیں۔ ۶۹
- ۳۰- ایک شبہ کا ازالہ۔ ۷۲
- ۳۱- تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے؟ ۷۳
- ۳۲- جو تبلیغی جماعت میں نہیں مسلمان نہیں۔ ۷۴
- ۳۳- تبلیغی جماعت کے کلمہ نماز صحیح کرانے سے بچو۔ ۷۵
- ۳۴- تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد روزہ نماز نہیں۔ ۷۷

- ۳۵- تبلیغ دین میں نیا فتنہ ہے۔ ۸۷
- ۳۶- غیر اللہ سے شرعی یا غیر شرعی کوئی مسئلہ نہ پوچھئے۔ ۸۷
- ۳۷- پیشاب پاخانہ میں کلمہ و نیا نہ پیدا ہونا دین کی علامت۔ ۸۹
- ۳۸- تبلیغی جماعت میں علم نہیں جہالت ہے۔ ۹۲
- ۳۹- انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے۔ ۹۴
- ۴۰- تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے۔ ۹۵
- ۴۱- قرآن وحدیث وعلم فقہ، حقیقی علم نہیں زعم ہے۔ ۹۶
- ۴۲- غیر نبی بھی فاو حی الی عبیدہ ما وحی کا مرتبہ پاسکتا ہے۔ ۹۹
- ۴۳- الیکس انبیاء کی مثل۔ ۱۰۱
- ۴۴- کتابی علم پڑھنا غلطی ہے۔ ۱۰۲
- ۴۵- تبلیغی جماعت حضور کے پسندیدہ طریقہ پر ہے؟ ۱۰۲
- ۴۶- ہدایت، رسولوں کے بس کی بات نہیں۔ ۱۰۹
- ۴۷- تبلیغی جماعت کا انحصار وجدانیات پر ہے۔ ۱۱۰
- ۴۸- اصول تبلیغ کسی کے حکم سے بناتے۔ ۱۱۱
- ۴۹- ایک داستان۔ ۱۱۹
- ۵۰- ایک دردناک خلش۔ ۱۲۲
- ۵۱- دو غلا۔ ۱۲۳
- حصہ دوم
- ۵۲- میواتی قوم کے متعلق کچھ باتیں۔ ۱۲۵
- ۵۳- تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ ۱۲۸
- ۵۴- دلفریب دھوکہ۔ ۱۲۸

- ۵۵۔ تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا۔
 ۵۶۔ میوات اسلام سے محروم۔
 ۵۷۔ میومشرک اور بت پرست تھے۔
 ۵۸۔ تبلیغی جماعت والے کُتے، خنزیر سے بدتر۔
 ۵۹۔ تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں۔
 ۶۰۔ ایک شہر کا ازالہ۔
 ۶۱۔ ایک شیش آنیو لاشبہ اور اس کا جواب۔
 ۶۲۔ بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب۔
 ۶۳۔ ایک سوال کا جواب۔
 ۶۴۔ قوم کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا طریقہ۔
 ۶۵۔ تبلیغی جماعت قاتل ہے۔
 ۶۶۔ ایک بہشتی اعتراض اور اس کا جواب۔
 ۶۷۔ میواتی قوم کو محتاج سمجھیں۔
 ۶۸۔ میواتیوں کی صحیح تصویر۔

۱۴۱

۱۴۲

"

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۸

مقدمہ

جملہ اہل اسلام حضرات کی خدمت میں سو باندہ عرض ہے کہ میرے ان چند سطور کے مضمون کو جسے مقدمہ کے طور پر تحریر کیا جاتا ہے، پہلے اسے خوب غور سے پڑھئے، سمجھئے اور پھر آئندہ اوراق کا مطالعہ کیجئے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اگر انصاف سے اول تا آخر اس کتاب کو پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان پر رحمانی اور شیطانی کیفیات کے امتیاز کے دروازے ضرور کھل جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ شیطان واقعی کئی روپوں میں کدو قریب سے اپنے پھندوں میں جکڑتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا بانی مولوی محمد الیاس ہے، یہ جماعت کیسی ہے؟ اس کے نظریات و خیالات کیا ہیں؟ یہ مسلمانوں کو تبلیغ کرتی ہے یا کافروں کو؟ کافروں کو تبلیغ کرتی ہے تو پاکستان وغیرہ میں کافر کون ہیں جنہیں اس نے بذریعہ تبلیغ مسلمان کیا ہے؟ یہ کس چیز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے؟ کونسا دین ہے جس کی تبلیغ ہو رہی ہے؟ اس دین کے ارکان کیا ہیں؟ کیا واقعی اس تبلیغ سے مقصود صرف احکام الہی کا پہنچانا ہے یا کچھ اور؟ کیا اس جماعت کی بنیاد انہی اصولوں پر ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے؟ وہ اصول یہ ہیں:

کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

اگر حضور کے مقرر کردہ اصول نہیں تو انہوں نے کن اصولوں کو اپنایا؟ ان اصولوں

کی حقیقت کیا ہے؟ کیا وہ صرف شکار کرنے کے لئے جال کی حیثیت تو نہیں رکھتے؟
ان اصولوں کے موجد کی حیثیت کیا ہے؟ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟
اس کی جماعت اسے کیا سمجھتی ہے؟

نیز کیا اس جماعت کا ظاہر و باطن یکساں ہے؟ یا کچھ فرق ہے؟ عالم
اسلام کی عظیم اور نامور اقوام میں سے قوم **میسو کی** جو تو بین تنقیص، بدنامی اور اس کے
اعلیٰ خصائل کو مسخ کر کے اس میں رذائل اور برائیاں ثابت کیں حتیٰ کہ کفر تک میں
اسے ملوث کیا ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

آئندہ اوراق میں مجھے انہی سوالوں کے جواب دینے ہیں نیز انہی کی کتابوں
سے ثبوت دینے ہیں کہ مسلمانوں کے متعلق اس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ کیا ہے
اور میوانیوں کے متعلق یہ لوگ کیا خیالات رکھتے ہیں۔ مجھے اپنے عوام و خواص
اہل اسلام حضرات کو یہ بتانا مقصد ہے کہ اس جماعت کے ظاہری چہرہ پر جو دلفریب
نقاب ہے اس کا مقصد کیا ہے اور حقیقت کیا ہے کیونکہ یہ دلفریب اور بد صورت
چہرہ کو چھپانے والا نقاب میرے ہی وطن و علاقہ سے میری عدم موجودگی میں
میرے سادہ لوح بھائیوں بزرگوں سے نظر خیرا کے لئے آئے اور مشکل مشہور
کا سا کام کیا کہ :

اسا چور کو قوال کو ڈانٹے

چور چوری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرنا بلکہ جب سمجھتا ہے کہ ہضم ہو گئی
تو اس گھر والوں کو ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیتا ہے۔

ان لوگوں نے ملک بہ ملک اس قوم کی برائیاں بتانا شروع کر دیں ان
کا یہ سارا ڈرامہ ایسا ہی ہے جیسے فاحشہ، بد معاش اور اچلی عورتیں نیک، پارسا
شریف خاندانوں کی عورتوں والا لباس اوڑھ لیں اور شریف گھرانوں میں پہنچ کر

ان کی شرافت پر طنز کہ ڈالنا شروع کر دیں اور ان کی عزت و حرمت لوٹ کر ان کے
ذریعہ اپنی بد معاشی کے اڈوں کو زینت بنائیں اور بہتر نمونہ کے طور پر گاہکوں کے
پھنسانے کے لئے پیش کریں۔

میوانیوں کے سامنے ان کا معاملہ یہی ہے، لیکن اگر کوئی دانا شخص صرف
لباس و نقاب ہی نہیں بلکہ قد و کاٹھ، رفتار و گفتار کا ایسا ماہر ہو کہ
بہر رنگ کے خواہی جامہ پہ پوش
من انداز قدرت رانی شناسم

اور مثلاً شریف عورت کو فاحشہ مکارہ عورت جو سامنے لئے جا رہی ہو اور
دانا شخص چور ہے پر اس کا نقاب ہٹا دے تو سب دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے گا
کہ یہ فلاں بد معاشی اور ایمان و عزت و عصمت کو لوٹنے اور ضائع کرنے والے
اڈا کی دلدہ ہے۔

اس جماعت کا ظاہر شرافت ہے اور باطن خیانت سے لبریز اور اگر
دھوکے سے اس کے سامنے جانے والی کا نقاب ہٹے تو اس کے سامنے چلنے
کی برائی میں تو موٹ ہوگی لیکن اس کا ظاہر و باطن بے دانع نظر آئے گا اور لوگ
اس کے سامنے چلنے کو دھوکہ میں آجائے پر محمول کریں گے۔

بعینہ اس جماعت کا معاملہ بالعموم جلد اہل اسلام اور بالخصوص میوانیوں
کے سامنے ہے۔

بعض نقاب میں نے اب اس جماعت کے چہرہ سے وہ دلفریب نقاب
اٹھا دیا ہے اور عوام و خواص اہل اسلام کے سامنے اب اس کی اصل بد صورت کو
پیش کر دیا ہے،

میرا مقصد اس تحریر سے صرف اور صرف یہ ہے کہ سادہ لوح اور دیندار

لوگوں کو جو تبلیغی کاموں سے بے دین سمجھ کر اپنی ذاتی خواہش کے مطابق راہ راست سے ہٹا کر باغیہ کاری کے گڑھے میں ڈالتے ہیں۔ اس سے یہ لوگ پرجائیں اور تبلیغیوں کے عقیدہ سے واقف ہو جائیں۔

نیز میں نے یہ سوچا کہ میری قوم کی آئندہ نسلیں جب اپنی مسیح شدہ تاریخ کو دیکھیں گی تو دانشوران قوم کو ہرگز معاف نہیں کریں گی اور یہ کہیں گی کہ کیا ہم میرا پوتا ایسے ہی غصے جیسے تبلیغی جماعت والوں نے ملک بہ ملک بذریعہ تھریہ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے؟ اور اگر ہم ایسے نہ تھے تو کیا ہماری قوم میں کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہو سکا جو اپنی قوم کا صحیح نقشہ پیش کر دیتا اور تبلیغی جماعت کے مفادات کا قلع قمع کر کے ہمارے منشور بنا دیتا اور اپنی قوم کے صحیح راستہ والے (جو تبلیغیوں کے جھانے میں آکر اپنی قوم کو بدنام کراتے اور بستر سے اٹھائے پھرتے ہیں) لوگوں کی رہنمائی کرتا اور بتاتا کہ ان لوگوں کی ساری کوششیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے وقف ہیں۔

برگز منبرل نہ رسی اسے اعرا بی

آل راہ کہ تو میروی بہرگز تان است

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر بات کو باحوالہ پیش کیا جائے ناظرین مجھے کرام سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور خامی محسوس کریں تو مجھے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تذکرہ کیا جاسکے، میں امید کرتا ہوں کہ میرے احباب کمی بیشی کی اطلاع باحوالہ دیں گے اور میری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے اور اللہ تعالیٰ سے اجر جزیل کے مستحق ہوں گے۔

اور دیگر مذاہب یا مہی تبلیغی جماعت والے جن کا اس کتاب میں آپریشن کیا گیا ہے، کسی اشکال میں مبتلا ہوں اور حق بات تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو بالمشافہہ گفتگو کے ذریعہ اشکال رفع کر اسکتے ہیں جو کہ طالب حق کی تسلی اور تشفی ہمارا اولین فرض ہے، اور جو کوئی عناد ہی مناظرے کے لئے تیار ہو تو میں تازہ دست مناظرہ کے لئے تیار ہوں اور

میں اعلان کرتا ہوں

کہ اس کتاب کے ایک حوالہ کو غلط ثابت کرنے والے کو

مبلغ پانچ سو روپے

انعام دینے کو تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس کوشش کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

خادم العلماء: محمد عابد الغفور النوری

مستقم دارالعلوم فیض العلوم

راستے وٹار

ضلع لاہور

درو اور جو شس بیان اور کچھ لکنت کی وجہ سے اکثر اوقات گفتگو
الچھ جاتی تھی اور مفہوم واضح نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس وجہ سے
نوادرد کے ذہن میں انتشار اور طبیعت میں توحش پیدا ہو جاتا
تھا اور وہ تحریک کا مغز نہیں سمجھنے پاتا تھا۔

معلوم ہو کہ الیاس جب گفتگو کرتا تھا تو پاس بیٹھنے والے اس کی
بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے بلکہ ان کا ذہن منتشر ہو جاتا تھا اور طبیعت میں وحشت
پیدا ہو جاتی تھی کہ آخر یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے؟
آپ انصاف کیجئے کہ جس شخص میں بات کہنے اور سمجھنے کی قوت
اور سلیقہ ہی نہیں، وہ تو خود محتاج ہے دوسروں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے؟
ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے! اسی کتاب میں الیاس صاحب ایک خط
کے ضمن میں (ص ۲۲۴، ۲۲۵) لکھتے ہیں:

”بندہ ناچیز اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحریک کی حالت میں
ہے، اپنے میں مغز کی بات ادا کرنے کی اہلیت بھی نہیں، عمل تو
درکنار اور عادات خداوندیہ اٹل۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغی کام میں پریشان و حیران تھا اور
اپنی بات صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر تھا، نیز اور بات بھی کہی کہ: ”عادات خداوندیہ
اٹل“ یہاں عادات خداوندیہ سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ
عادات خداوندیہ سے اس کی مراد وہی ہے جسے یہ پہلے بیان کر چکا ہے کہ
ان کے نزدیک مسلمان کا فرہیں۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء ص ۵ پر ہے:

”اللہ رب العزت کی یہ عادت جاری رہے کہ جب انسانوں

میں گمراہی عام ہو جاتی ہے تو اللہ رب العزت انسانوں
کی ہدایت کا غیب سے انتظام فرماتے ہیں، چوتھے اس زمانے
میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور مادی اسباب کو ارباب کا درجہ
دیا جا چکا ہے اس لئے حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر
ان پر اس زمانے کی ہدایت کے طریقے منکشف فرمائے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اشارہ کہ ”عادات خداوندیہ اٹل“ ان لوگوں
کی سرشت میں ”ہمسری با انبیاء برداشت مند“ کی بدلو تو ہمیشہ ہی ہے لیکن تعجب تو
ان پر ہے جو بلا سوچے سمجھے ان کے ہمراہ چل دیتے ہیں۔

الیاس بکتا رہتا تھا

وہ خود کہتا ہے کہ

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

ٹھیک ہے مثل انبیاء بننا اور اپنی تحریک کے اصولوں کو الہامی کہنا اور
تمام مسلمانوں کو کافر کہنا وغیرہ بک بک نہیں تو اور کیا ہے؟

مزید دیکھئے، دینی دعوت، ص ۲۲۰ اور دینی تحریک ص ۲ پر ہے:
”ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لاغر جسم، پست قد اور غیر نمایاں
شخصیت کے ساتھ لکنت کا بھی شکار تھا اور مشکل سے اپنی
کسی بات کو صاف طور پر ادا کر سکتا تھا، یہی وہ حیرت انگیز وجود
ہے جس کو لوگ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے
جاننے لگے ہیں۔“

میں صاف معلوم ہو گیا کہ کتنا درست تھا کیونکہ خود اعتراف کر رہا ہے
پھر خود پاگل و دیوانہ بنا کیونکہ جنون کا معنی ہی یہ ہے اور کتنا بھی دیوانگی ہی پر
دلائل کرتا ہے، پھر قد پستہ محاورہ تو اس کا معلوم ہی ہو گا، شخصیت غیر نمایاں
صاف طور سے کوئی بات ہی ادا نہیں کر سکتا تھا۔

ایکس مشکل کشا ہیں

دینی دعوت، ص ۳۸ پر لکھا ہے کہ مولوی الیاس جسیول کے لئے روم
کے عارف نے کہا ہے ۔

اے نقائے تو جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

یعنی اے وہ ہستی کہ آپ کی ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے، آپ
سے بغیر کسے مشکل حل ہو جاتی ہے۔

دیکھئے یہاں صاف اقرار کیا ہے کہ ایکس مشکل کشا ہے حالانکہ ان
کے نزدیک غیر اللہ کو مشکل کشا ماننا شرک ہے۔

صحابہ سے برابری

دینی دعوت، ص ۳۸ میں ہے :

”مولانا خود اس چودھویں صدی میں قرن اول کے
خزانہ عامرہ کا ایک موقی تھے۔“

قرن اول حَبِیْرُ الْقُرُونِ قَمَیْ فِي شَعْرَةِ الدِّیْنِ یَلُوْ ذِمَّ
شَعْرَةِ الدِّیْنِ یَلُوْ ذِمَّ، یہ زمانہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ

۱۰ ہے، یعنی الیاس ہے تو زمانہ نبوی کا مگر اب یہ چودھویں صدی میں آگیا ہے۔

ایکس قدرت الہی کی نشانی ہے

دینی دعوت، ص ۳۰ پر ہے :

”ایسی شخصیت (جیسی مولوی الیاس کی ہے)، اللہ تعالیٰ

کی قدرت کی نشانی ہے۔“

استغفر اللہ! کتنی بڑی گستاخی ہے کہ اگر کسی نے خدا کی طاقت کا
اندازہ لگانا ہو تو الیاس کو دیکھیں تو خدا کے قادر ہونے کا صحیح اندازہ ہو جائے گا
نمود باللہ من ذلک۔

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت والوں کا کہ مولوی الیاس کو خدا کی نشانی
کہہ دیا حالانکہ اس کی طاقت یہ ہے کہ وہ بے چارہ ایک میواتی کا گھونسہ بھی
برداشت نہ کر سکا۔

دیکھئے تبلیغی تحریک، ص ۱۰ پر ہے :

”ایک مرتبہ ایک میواتی پر تبلیغ کر رہے تھے کہ وہ

بجڑ گیا اور آپ کو ایک گھونسہ رسید کر دیا، مولانا الیاس صاحب

دُبلے پٹے کمزور آدمی گھونسہ کی تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑے

کچھ دیر کے بعد جب ان کے حواس بجا ہوئے تو گرد جھاڑ کر کہے،

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ کو پچھلے حوالے سے ملائیں گے تو

پتہ چلے گا کہ ان کے نزدیک خدا کی طاقت بس اتنی سی ہے کہ گھونسہ کی تاب

نہ لا سکے اور جو اس طاقت کا مالک ہوا سے خدا کی نشانی قرار دینا کیسی کفر

کی بات ہے ؟

لغت میں اس کا معنی کتابوں کی یا لکھنے کی جگہ ہے اور مجازاً مدرسہ یا سکول کو مکتب کہتے ہیں، دیکھئے لغات کشوری، ص ۴۹۲ اور غیاث اللغات، ص ۴۴۱ "جائے کتاب یعنی کتاب کی جگہ،

اس مکتب حقہ پر پست یعنی گھٹیا لوگ اور جاہل قسم کے آدمی ہی آتے تھے کیونکہ یہ مکتب انہی لوگوں کو پھنسانے کے لئے تھا۔ ایسا صاحب نے اس حقہ والے مکتب کی خاطر پڑھنا پڑھانا اور ذکر و شغل چھوڑ دیا۔

۲۔ ایسا صاحب حقہ کی فضیلت و ثواب بھی بیان کیا کرتے تھے کیونکہ ثواب فضیلت کی توان کے ہاں مکان کھلی ہے جس کو چاہیں، جتنا چاہیں، جب چاہیں، جس چیز پر چاہیں عنایت کر دیں، یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک حقہ فضیلت والی چیز ہے۔

۳۔ اس میں تبلیغیوں نے یہ بھی بتا دیا کہ ہم ایسے لوگوں کو اپنی جانب کھینچتے تھے۔
۴۔ غلط فہمی خود غشی کو جوئی اور مکتب کی حقیقت کو من گھڑت حقیقت میں تبدیل کر کے غلط فہمی کی نسبت ناظرین کی طرف کر رہا ہے نیز خود بھی وہی حقہ بیان کر گیا اور مکتب بھی کہہ گیا کہ "ان مکتبوں کی یہی اصل غرض و غایت تھی، "کراہ چلنے والے مسافروں کے عقائد کو خراب کیا جائے اور دین کی یہ تعین کفائ کے لئے تھی مذکور مسلمانوں کے لئے۔

مزید دیکھئے اسی کتاب کے ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ پر ہے :

"ہندوستان کے اکناف و اطراف کے بکثرت مسلمان، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آتے اور راستہ میں تازہ حقہ، ٹھنڈا پانی، دیکھ کر دم لینے کے لئے ٹھہر جاتے اور اتنی دیر میں مبلغین اپنا کام کر جاتے،"

وہیں مسلمانوں آپ نے! یہ ہے جال اور یہ ہے ان کا مکتب جس کے لئے انہی دس اور ذکر و شغل ایسا صاحب نے چھوڑے، خود دیکھ گئے کہ لکھ والے مسلمان تھے، کافر نہ تھے، پھر یہ کہ وہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دور دراز سے آتے تھے۔ بتاؤ جو اکناف و اطراف ہندوستان سے زیارت کے لئے آتے تھے وہ مسلمان نہ تھے؟ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ سے واقف نہ تھے؟ پھر صاف کہہ گئے کہ اتنی دیر میں ہمارے مبلغین اپنا کام کر جاتے! یہ کام کرنا، مسلمانوں کے ایمان و عقائد کو خراب کرنے کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

حقہ پکار کر مار کر جانے والوں کے اجر و ثواب کے متعلق ایسا صاحب لا ارشاد سنئے!

مذکورہ کتاب کے ص ۲۰۴، ۲۰۵ پر ہے :
"تم بہت اور جوانمردی کے ساتھ خوشی سے میرے دین کی خدمت کے لئے ہجر و فرقت پر راضی ہو کر چھوڑے رکھو۔"
اگے لکھتے ہیں :

"مولانا (ایسا) کے نزدیک تبلیغ میں مشغولی کے سوا اگر کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر تغلیب پڑھے اور ایک قرآن روزانہ ختم کرے یا لاکھوں روپے صدقہ و خیرات کرے تو بھی ان لوگوں کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا۔"

دیکھا آپ نے! یہ ہے تبلیغی جماعت اور اس کا پیشوا ایسا صاحب کہ حقہ رکھ لیا اور پانی رکھ لیا، بزرگوں کی زیارت کے لئے آنے والے

مصحح العقیدہ مسلمانوں کے عقائد ضرب کرنے والے تشکک کاری رکھتے ہوئے حق
اٹھو ثواب کی یہ بشارت دینا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں حالانکہ یہ لوگ بقول اہل حق
جابل ہوتے تھے، علم و ذکر ان میں نہیں تھا، یہ کسی کی اصلاح نہیں کر سکتے تھے
یہ ثواب کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ خود الیاس صاحب کی
نفسانی کتاب میں تھا کیونکہ تبلیغی جماعت تو اس بات سے کی قائل ہے کہ مولوی
الیاس صاحب اپنی طرف سے جس کو جتنا چاہتے ثواب ارشاد فرماتے ہیں۔

الیاس کی قوتِ حکمرانی

تبلیغی جماعت کے نزدیک مولوی الیاس صاحب کی قوتِ فکر یہ
قرآن، حدیث، تفسیر فقہ کے کتابی علم سے اونچی تھی جیسا سچہ دینی دعوت کے
پر تخریر ہے :

”ان مولوی الیاس صاحب کی قوتِ حکمرانی اور ذکاوت
حکمتِ انبی علم کی سطح سے اونچی ----- تھی، وہ اس بارہ
میں اپنے باریک بین اور حاضر دماغ تھے کہ ایک ہی کام میں الگ
الگ ----- ہر شخص کی سطح کے مطابق ----- خصوصی
فائدہ اور اجر و ثواب کی رہنمائی کرتے تھے۔“

اس عبارت سے یہ نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں :

۱۔ کہ کتابی علم چاہے قرآنی ہو یا تفسیر یا حدیث یا فقہ یا تصوف وغیرہ ہر صورت
وہ کتابی تو ہے قرآن پاک کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے ذَلِیْلَتِ
الْكِتٰبِ لَا سَوَیْۃَ فِیْہِ یَا كِیۡتٰبُ مُبِیۡنٌ جِیۡسَ كَلٰمَاتِ قرآن
کے کتاب ہونے پر صراحتہً وال ہیں اور کتبِ سماوی سے قرآن پوچھتی کتاب

۱۔ اور اگر علوم کی کتب میں کاغذ قرآن پاک ہے، ان سب کی سطح
سے الیاس کی قوتِ فکر اونچی تھی، معاذ اللہ! یہ کتنی کفریہ بات ہے
جابل علم سے تھی ہیں۔

۲۔ الیاس حاضر دماغ تھا، اپنے دماغ سے جو بات چاہتا تھا لیتا۔

۳۔ اجر و ثواب ہر شخص کو جتنا چاہتا اپنی طرف سے جھولی بھر دینا اور جس کو
چاہتا اتنا دینا کہ اس کے گھر میں بھی جگہ نہ رہتی، انرا ثواب ہی ثواب
ہو جاتا کیونکہ دینا جو اپنی نفسانی کتاب سے تھا، پھر ہر شخص کو اس کی
سطح کے مطابق دیتا۔

۴۔ یہ بھی پتہ چل گیا کہ تبلیغی جماعت والے جس ثواب کی امید لگاتے بیٹھے
ہیں، اس کا خدا و رسول سے کوئی تعلق نہیں وہ تو الیاس کی طرف سے
ہی ہے، خدا اہل سلام کو اس سے محفوظ رکھے۔

۵۔ یہ سن بھی ملا کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک قرآن و حدیث و تفسیر و دیگر
علوم کی کچھ قدر و قدر نہیں ہے۔

(۱) الیاس کے ولی مقصد کو کوئی نہیں جانتا

(۲) لوگ اندھا دھند الیاس کے پیچھے لگ گئے

دیکھئے دینی دعوت، ص ۱۵۱ پر ہے :

” (الیاس صاحب) اپنے خیال کی ترجمانی میں کو آہی یا
تساح سن کر ----- زبانِ حال سے کہتے ہیں ۔“

ہر کسے از ظن خود شد یارِ من

و نہ درون من بخت اسرارِ من

یعنی ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا ساتھی ہو گیا ورنہ میرے اندرونی قلبی ارادوں سے کوئی واقف نہیں ہو سکا،

اس سے پرہیز چلا کہ الیاس صاحب کا مقصد اس تبلیغ سے کچھ اور ہی تھا، اگر فقط کلمہ وغیرہ یاد کرانا ہوتا، جیسا کہ بعض سادہ لوح سمجھتے ہیں، تو یہ نہ کہنا کہ اپنے گمان کے مطابق ہر ایک میرا یار ہو گیا اور میرے راز کو کوئی نہیں سمجھ سکا، بلکہ صاف کہنا کہ میرا مقصد اس تبلیغ سے یہی روزہ نماز ہے لیکن چونکہ درپردہ کچھ اور مقاصد بھی تھے جن کا برملا اظہار ماحول کے مطابق درست نہ تھا اور وہ ان کے حق کی ادائیگی تھی جن کو یہ اپنے جسم و جان سمجھتا تھا، (دیکھئے دینی دعوت ص ۵۹)

گنگوہی اور اشرف علی الیاس کے جسم و جان تھے

"مولانا گنگوہی اور اشرف علی صاحب تھانوی سے متعلق تھا، فرماتے تھے (قول الیاس) یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے، اسی لئے الیاس صاحب کو یہ قفل رہتا تھا کہ ان کا کچھ حق ادا ہو جائے"

ایک بار فرمایا،

"حضرت مولانا تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا ہے، بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ

میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی،" (مغولات مولانا محمد الیاس)

ایسا آپ نے؟ یہ ہے الیاس صاحب کے دل کے رازوں میں سے ایک راز کہ صاف کہہ دیا کہ میرا مقصد تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

تھانوی صاحب نے کہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کیا ہیں؟ مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" ص ۸ پر حضور عالم ماکان

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق لکھا ہے:

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر مہی و مہجون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"

دیکھئے حضرات! یہاں اشرف علی تھانوی نے اس بات کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر باطل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچے پاگل ہر قسم کے جانور اور چار پائے کے علم کے ساتھ تشبیہ کر کے گستاخی کی، جو کفر ہے اور اسی عبارت کی بنا پر اشرف علی تھانوی پر ان کے فتوے بھی لگے۔

فتویٰ کفر از علماء دیوبند

علیل احمد صاحب انبیٹھوی دیوبندی اپنی کتاب (المستند) کے ص ۳۰

پر لکھتے ہیں:

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و عمرو و بہائم و جانور کے

علم کے برابر سمجھے یا کہے، وہ قطعاً کافر ہے۔

اصل عبارت یہ ہے :

وَتَشِيقُنْ بِأَنْ يَغْتَقِدَ مُسَاوَاةَ عَلِيٍّ
الشَّيْءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ سَيِّدٍ وَبَكْرٍ
بِهَاتَا سَمَوْنِ مَجَابِينِ، كَافِرٌ قَطْعًا۔

یاد رہے کہ شیخ مولوی محمود الحسن دیوبندی (جسے تبلیغی جماعت شیخ الاسلام کہتی ہے اور یہ الیکس کا استاد بھی ہے) مفتی کفایت اللہ دیوبندی اور خود مولوی اشرف علی تھانوی کی تصدیق شدہ بھی ہے، اس کے حوالہ سے بھی تھانوی صاحب کافر قرار پائے صغ

لو آپ اپنے حال میں صبر و پختگی

نیز "اشد العذاب" ص ۱۲ میں مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند، ساکن چاند پور ضلع بجنور (انڈیا) لکھتے ہیں :
"بعض علماء دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے، چوپائے عجائبن (یعنی پاگلوں) کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے برابر کہتے ہیں، شیطان کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہتے ہیں لہذا وہ کافر ہیں، تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ

شہ براہین قاطعہ از خلیل احمد انیسوی ، ص ۵۱

عہ تحذیر الناس از قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ، ص ۳۲

للعہ حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی ، ص ۸

اس صاحب کا حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہ وہ کافر ہے،
مذکورہ ملعون ہے، لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط
کے ہیں بلکہ ایسے مردوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔۔۔۔
اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے
ہیں تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان
علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ (مولانا احمد رضا خاں
بریلوی) ان (بعض علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہتے تو خود کافر
ہو جاتے۔

اشد العذاب کی مذکورہ عبارت لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان تینوں
کلمہ باتوں میں سے ایک بات وہی ہے جو اشرف علی تھانوی نے
حفظ الایمان میں لکھی ہے اور جس کی بنا پر اس پر کفر کے فتوے لگے۔ لہذا
احکام ہو گیا کہ تھانوی صاحب کی یہی وہ کفریہ تعلیم ہے جسے عام کرنے
کے لئے الیکس صاحب بے تاب تھے۔

نیز اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان گستاخانِ مصطفیٰ کو کافر
کہنے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اہل علم اپنا بچاؤ کر سکیں، اس لئے کہ اگر ان کو
کافر نہ کہیں تو خود کافر ہو جائیں، اسی لئے تو امام اہل سنت مجدد المائے حاضرہ
مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کو دشمن بھی مان گئے
اور اپنے منہ اپنے اکابر، اشرف علی تھانوی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد
انیسوی جیسوں کو کافر و ملعون و مرتد کہہ گئے صغ
مدعی لاکھ پوچھاری ہے گواہی تیری

اب مجھے مختصراً یہ بتانا ہے کہ آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ یہ تعلیم
اشرف علی صاحب دہلوی کی جس پر کفر تک کے فتوے خود اس کے منکر
کے مولویوں نے لگائے اور اسے الیاس بانی تبلیغی جماعت، عام کر
اب یہ کافر قرار پانے والا اشرف علی، الیاس صاحب کی جسم و جان اور
کی بنا پر وہ کافر قرار پایا وہ اس کی یہی تعلیم جسے الیاس عام کرنا چاہتا تھا
اور اپنے تبلیغیوں کو اس کی کتابوں کے مطالعہ کی تاکید کرتا تھا اور اس کے
تربیت یافتہ تنخواہ دار بھی اس اشاعت کے لئے شروع میں رکھے،
اب آپ خود نتیجہ نکالیں کہ جس کے اندر کفریہ تعلیم اور تعلیم والا
دونوں ہی ہوں آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟

فیصلہ ناظرین پر ہے، میری طرف سے نہیں، میں نے تو
ان کی عبارات نقل کر دی ہیں تاکہ ناظرین کو الیاس صاحب کی اس بات
کا بھی پتہ چل جائے کہ

برکے از ظن خود شد یا بر من

وزدرون من نجست اسرار من

تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی

خدمت سمجھتی ہے

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ شاہ اسماعیل دہلوی جسے تبلیغی جماعت
شہید کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پہلا وہ شخص ہے جس نے ہندوستان
میں عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی ترویج و اشاعت کی اور تقویت الایمان

دلائل الاخوان شائع کی اور صراط مستقیم لکھی اور ان میں وہ باتیں درج
کیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں حالانکہ تبلیغی جماعت انکی
اس تحریک کو خالص دینی تحریک قرار دیتی ہے۔

دیکھئے دینی دعوت ص ۱۳۰، حاشیہ ۱ میں ہے :

”شاہ اسماعیل شہید کی تحریک ----- ہندوستان

کی آخری عمومی تحریک تھی جو خالص دینی بنیادوں پر اٹھائی
گئی تھی“

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جسے تبلیغی جماعت خالص دینی تحریک سمجھتی ہے

یاد وہ واقعی دینی ہے یا بے دینی؟ اس سے آپ کو تبلیغی جماعت کی تحریک

کا بھی اندازہ ہو جائیگا کہ جب ان تبلیغیوں کے نزدیک یہ تحریک خالص دینی

ہے تو پھر ان کی تحریک اس سے بھی بڑھ کر ہوگی کیونکہ مثل مشہور ہے کہ

”بڑے میاں تو بڑے میاں پھوٹے میاں سحان اللہ!“ یا پنجابی مثال

ہے کہ ”گرو جہناں دے پٹنے چیلے جان سڑپ“

اب اس دینی تحریک کا ایک اور ایمان سوز کارنامہ دیکھئے :

نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اپنے گھر

اور بیل کے خیال سے بھی زیادہ بڑا ہے

صراط مستقیم، ص ۸۶، سطر ۳ پر ہے :

”ازدوسرہ زنا خیال جماعت زوجہ خود بہتر است و

صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آل از معظمین کو جناب

رسالت نآب باشند بخندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاو
ختر خود است۔

” یعنی زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی ہم بستری کا خیال
بہتر ہے اور دھیان کو اپنے شیخ یا انہی جیسے عظمت والے
اہل اللہ چاہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں کی
طرف خیال کرنا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے
سے بھی بدرجہا زیادہ بُرا ہے۔“

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے وہ تحریک جسے تبلیغی جماعت اسمعیل
دہلوی کی خالص دینی تحریک کہتی ہے اور جس کے تصور ہی سے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں، حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کو آخر حضور پاک
سے اتنی عداوت کیوں ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک
تکبیل نماز کا موقوف علیہ ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا جہنمی اور
ملعون ہے کیونکہ اس میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین
ہے۔

مزید دیکھئے تقویۃ الایمان، ص ۸، سطر ۱۱ پریش گونہ چھوڑا:

” اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت

اور پری میں کچھ فرق نہیں۔“

حضرات دیکھ لیجئے یہ ہے اسمعیل دہلوی جس کی تحریک کو یہ لوگ
دینی تحریک کہہ رہے ہیں، اب آپ انصاف فرمائیں جو شیطان کو انبیاء
کے برابر کہے وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ اور کیا آپ نہیں سمجھے کہ اس کو

کس قدر لگاؤ اور پیار ہے، کیا یہ لوگ مقبول و مردود میں بھی
فرق نہیں کر سکتے اور یہ ہے وہ تبلیغی جماعت جو درپردہ اپنے سینے میں
عداوتِ صلی اللہ علیہ وسلم لئے بیٹھی ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی الیاس کا دلی مقصد خطرناک تھا

دینی دعوت، ص ۲۳۲ پر ہے:

” انہوں (الیاس) نے جس کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا
تھا اور جس کی دعوت دی تھی، وہ ان کے ماحول سے بالکل
مناسبت نہیں رکھتا تھا اور اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے
بہت بلند تھا، اس لئے اپنے بلند عزائم اور اپنے دلی
کا اظہار بہت کم کرتے تھے اور استعینوا علی
المورخین بحال کثمتان پر عمل تھا پھر بھی کبھی کبھی اس کا
ترشح ہو جاتا تھا۔“

ایک مرتبہ اپنے (خاص) عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم اے علیگ)
سے فرمایا:

” ظہیر الحسن امیر امد عاکوئی پانا نہیں۔“

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ جس مقصد کے لئے الیاس صاحب نے تبلیغی جماعت کا سلسلہ
شروع کیا تھا وہ ہر ایک کی سمجھ میں آنے والا نہیں تھا۔

۲۔ اور جو الیاس صاحب کے ذہن میں خاک تھا وہ عجیب تھا اگر یہ اس کا بڑا اظہار کرتے تو یہ تحریک اور منصوبہ پہلے ہی قدم پر ختم ہو جاتا۔
 ۳۔ اس مقصد کو الیاس صاحب کے ماحول سے کچھ نسبت تھی، وہ کام اور مقصد تو اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے بھی بہت بلند تھا۔
 ۴۔ جب وہ اتنا بلند تھا تب ہی تو اس کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ مقصد کسی چور دروازے سے داخل ہو کر ہی پورا ہو سکتا تھا۔

۵۔ الیاس کا کام و مقصد اگر ہی دین و اسلام کے احکام اور احیاء سنت مراد ہوتا تو اس کے اظہار میں کوئی چیز مانع تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَعْنَا الشَّيْطَانُ مِنَ الْغَيِّ یعنی دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے شک مبدایت، مگر اہی سے خود جدا (ممتاز) ہو گئی ہے۔ (پہلے رکوع ۲)

۶۔ یہ کہ الیاس خود داعی بنا اور اس کو داعی کسی نے ماننا نہیں تھا کیونکہ دعوت بڑی چیز کی دہی اور وہ چیز اس کی اپنی نفسانی اور نفس کا منصوبہ تھا تبھی تو چھپاتا تھا اور اسْتَعِينُوا عَلَىٰ أُمُورِكُمْ بِالْكِتَابِ "اُمورکم" میں "اُمور" مضاف اور "کم" مضاف الیہ جس کا مرجع "استعینوا" کے مخاطبین ہیں جو "استعینوا" کا فاعل اور اپنے ذاتی امور میں استعانت بالکتمان کے مامور نیز امور مراد ذاتی نہ ہوتے تو کم کے بجائے امور الاسلام یا امور دین یا امور اللہ و رسولہ وغیرہ آتا جبکہ صاف طور پر الیاس نے کہہ دیا کہ "میں جناب محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی روح پاک کو اپنی اس اسکیم کے زندہ ہونے

بغیر بے چین پارہا ہوں" (اکابر کے خطوط ص ۶۸)
 دیکھا آپ نے؟ یہاں صاف اپنی اسکیم کہہ گیا، خفلا صبر کہ تم اپنے ذاتی امور میں کامیابی حاصل کرنا چاہو تو (کتمان یعنی چھپانے) سے مدد لو، تو چھپانے کے باوجود نہ شمع ہو گیا۔

اور الیاس صاحب نے پہلے تو کہا کہ میرا مدعا کوئی پانا نہیں لیکن چونکہ عشق اور مشک چھپانے سے چھپ نہیں سکتے، ایک خاص مطلوبہ مقصود تھا جس جنون میں کئی دفعہ ایسا مجنون ہو جاتا کہ بزرگوں کے منصب و منزلت کو نظر انداز کر دیتا۔

الیاس صاحب بزرگوں کے منصب و منزلت کی پرواہ نہ کرتے تھے

دینی دعوت، ص ۲۳۸ الیاس صاحب کہتے ہیں:
 "مجھے غلبہ جنون میں آسمان منزلت بزرگوں کے منصب

بھی نظر میں نہیں رہتے۔"

اور یہ بھی کہتا رہتا تھا ۵

"بک رہا ہوں جنوں میں کب کیا کچھ
 کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

(دینی دعوت، ص ۲۳۸)

لیکن کیا آپ سمجھے کہ یہ جنون کیا تھا اور کس چیز کا تھا جس کی بنا پر آسمان منزلت بزرگوں کے منصب بھی نظر میں نہ رہتے، ارے یہی وہ جنون تھا جو

تفہمی جس پر قرآن مجید نے ان کو مغبوظ اور ملعون قرار دیا ہے،
 نیز اس تبلیغ کا مقصد بیان کرتے ہوئے دعوت تبلیغ مشاء پر یوں لکھتے ہیں:
 "اس کام (تبلیغی جماعت بنا کر چلنا پھرنا) کا اصل مقصد
 جس کے لئے ہماری اصل دعوت ہے، موجودہ مسلمانوں میں
 حقیقی ایمان پیدا کرنا اور موجودہ مسلمان قوم کو (جو
 اپنی اصلی دینی حیثیت کھو چکی ہے) پھر سے صاحب
 دین کرنے والی امت بنانے کی کوشش کرنا۔
 سو یہ مقصد اور اس کے لئے جدوجہد
 تو ہے ہمارے نزدیک فرض، قطعاً فرض اور نہایت اہم درجہ
 کا فرض۔"

لاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے تبلیغی جماعت جس کے نزدیک
 اپنی ذات کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:
 ۱۔ یہ جو تبلیغی جماعت کہتی ہے اور جو نظریہ اس نے قائم کیا ہے وہ یقینی ہے
 کوئی شک و شبہ والی بات نہیں، تب ہی انہوں نے تبلیغی کام مسلمانوں
 میں شروع کیا۔

۲۔ سواذ اعظم اہل سنت و جماعت و جمیع مدعیان اسلام ان کے نزدیک
 ظاہر و باطن ہر طرح سے غیر مسلم اور بے ایمان ہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک تمام مسلمان یہود و نصاریٰ کے کی طرح مغبوظ
 اور ملعون ہیں۔

۴۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان اپنا دین و ایمان کھو چکے ہیں۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان مرتد ہو گئے، یہ پھر سے ان کو صاحب
 دین بناتے ہیں تب ہی ان کے نزدیک یہ زافرض نہیں بلکہ قطعاً فرض
 اہم درجہ کا فرض ہے۔

مسلمانوں! غور کرو جب سواذ اعظم ہی ان کے نزدیک مسلمان نہیں،
 جس کے متعلق ہمارے آقائے پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عَلَیْكُمْ
 بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ فَإِنَّ مِنْ شَدِّ شَدِّ فِي النَّارِ، جس کی
 اتباع کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دیں، اس میں شامل رہنے والے کو
 جہنمی، مٹکنے والے کو جہنمی کہیں تو تبلیغی جماعت والے کدھر جائیں گے اور
 اپنے پیروکاروں کو کدھر لے جائیں گے اور پھر ان کو حضور پاک کے ارشاد
 کا پاس رہا؟ یا پھر یہ خود ہی کوئی نئی امت کے تصور میں غرق ہے جیسا کہ
 اس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔

اور پھر ان کے نزدیک نبی کے حکم کی تعمیل ضروری نہیں ہے چنانچہ
 تعلیم اور تبلیغ، ص ۱۲ سطر ۲ پر لکھا ہے:
 "اگر حضرات نسبتاً بھی کوئی بات کہیں تو اس کا ماننا
 بھی ضروری نہیں ہے۔"

دیکھا یہ عقیدہ ہے تبلیغی جماعت کا کہ انبیاء بھی کوئی بات کہیں تو
 اس کا ماننا ضروری نہیں ہے، اگر انبیاء کریم علیہم السلام کی بات ہی ضروری
 نہیں تو بناؤ پھر کس کی بات ضروری ہوگی جسے مانا جائے گا؟

تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے
 حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز
 پڑھ رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بلایا تو وہ نماز پڑھ کر

آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ :

”اے ایمان والو! جواب دو اللہ اور اس کے رسول کو جب اس کا رسول تمہیں بلاوے“

دیکھئے یہاں حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول ہیں اور صرف سلام پھیرنے اور نماز پوری کرنے کے لئے رکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک نے اس پر ارشاد فرمادیا کہ اے سعید! اتنی دیر کیوں لگادی؟ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد دلایا کہ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ
وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ إِلَى الْإِيمَانِ

معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت یا تو علم ہی نہیں رکھتی یا پھر یہ سارا کمر شمشیر ان کی انبیاء سے عداوت کا ہے جو انہیں اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے اور جس کا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے ان پاک بستیوں کی محبت کو نکالنا ہے۔

تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی کو گنہگار

فرض کیا جاسکتا ہے

مولوی ذکریا صاحب تبلیغی نصاب ص ۶۲ سطر ۱۹ پر رقمطراز ہیں :
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (حضور کی خدمت میں)

عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنے روئے حالانکہ
آپ معصوم ہیں۔

یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لوگناہ ہیں ہی نہیں
کیونکہ معصوم ہوتا ہی وہ ہے جس کی ذات پر گناہ کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا، اس
طرح کا نشان () دیکھ کر یا صاحب لکھتے ہیں :

(اگر بالفرض ہوں بھی تو)

یعنی فرض کر لیتے ہیں کہ حضور (معاذ اللہ) گنہگار ہیں۔

مسلمانو! کیسی لرزہ اندام کر دینے والی بات ہے۔ اگر آپ کی
ذات اقدس میں گناہ فرض کیا گیا تو بتاؤ ایمان کہاں رہا؟ اللہ تعالیٰ جل جلالہ
کے محبوب کا ان لوگوں کے ذہنوں میں کیا تصور ہوگا؟ اور ان کے خیالات
کس قدر گندگی سے لبریز ہیں، ان کی یہ بالفرض ہی خطرناک بے جہال چابا
اس کو استعمال کر لیا۔

بلا تعظیم اور بے ادبی سے حضور کا نام لینا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی جماعت والے نام نامی اکرم الہی

یوں لیتے ہیں ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الخ“

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ ایک اہم دینی دعوت ۲۹ ص ۴۹، حضرت

جی کی یادگار تقریریں ۲ ص ۲۲، ۳ ص ۲۲، ۴ ص ۲۲ پر درج ہے۔

”جناب محمد“ اکابر کے خطوط ۶ ص ۶، ۷ ص ۷ پر تحریر ہے۔

”جناب محمد علیہ السلام“ مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ۲۹ ص ۲۹

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ ۲۹ ص ۲۹ پر لکھا ہوا ہے۔

دیکھنا آپ حضرات نے؟ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ یہ ابھی جماعت ہے، کسی کو برا نہیں کہتی، دین کی باتیں کرتے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کا نام لیں تو ادب سے اور ہمارے اُقلے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے پاس کوئی القاب و ادب والے الفاظ نہیں جس سے مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی تعظیم نکل جائے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ناظرین کا کام ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے یا کہ نہیں؟ اور کیا ایک سلمان کو آپ کا نام نامی اسم گرامی سطرچ لینا چاہئے یا کہ نہیں؟

تبلیغی جماعت سخت بخیریت ہے

دیکھئے تبلیغی جماعت کی روح رواں مولوی زکریا صاحب اور سید علی ندوی صاحب پران کا دوران کی تحریروں کا مقام تبلیغی جماعت کے نزدیک سب سے اونچا ہے کیونکہ یہ ابتداء سے لے کر اس جماعت کے بانی کے دوش بدوش رہے اور ان کے الہامی فیض سے یہ سب سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔

سوانح مولانا محمد یوسف ملاح ۱۹۱۰ء پندرہویں صاحب وغیرہ کا قول
درج ہے کہ :

”ہم خود اپنے بارہ میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سچے ”وہابی“ ہیں۔“

آگے ۱۹۵۷ء پر مولوی نے کربا صاحب جس نے تبلیغی نصاب وغیرہ لکھی ہیں،
کتا ہے :

”مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا ”وہابی“ ہوں۔“
اب یہ میں وہابی اور ان کا شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اپنی کتاب
”اشباب الثاقب“ میں وہابیوں پر جو گہرا فتنی کرتا ہے وہ ملاحظہ ہو، وہ
لکھتا ہے ”وہابیہ بخندہ ص ۵۴

"خاک کوچی مصطفوی پر جاں نثار۔۔۔۔۔"

یہ حال کسی خبیث

وہابی کو نصیب ہوا ہے؟ کیا وہ ایسے عقائد اور خیالات رکھتے ہیں؟ اگر کوئی نہیں؟ (ص ۵۳)

دیکھا؟ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہم سخت وہابی ہیں، کوئی کہتا ہے میں بڑا وہابی، تو ان کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے الفاظ جب ان کے سامنے لگاؤ گے تو عبارت یہ ہوگی "سخت خبیث وہابی اور بُرا خبیث وہابی!"

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تبلیغ بھی وہابیت ہی کی کرتے ہیں اور وہابیت میں بقول ان کے پیشواؤں کے خباثت ہے اور خباثت سے بچاؤ لازمی ہے تو جب بھی کوئی تبلیغی ایسا ہی جماعت کو کہیں دیکھے فوراً پڑھنا چاہئے :

اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْتِ وَالْخَبَاثَةِ

مسلم شریف ج ۱، ص ۱۶۳

ہر سحر اے اللہ! پیادہ مانگتا ہوں میں تیری، شیطاںوں اور شیطانیوں
سے یا بلیڈی یا شیطانوں سے۔

اس کے تحت علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں کہ خیانت کا معنی بھائی،

مطابق ہوگا لیکن بہر صورت خیانت ہے بُری چیز، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس سے محفوظ رکھے آمین۔

اب ذرا تبلیغی جماعت کے بزرگوں کے کچھ عقائد ملاحظہ ہوں جن میں سراسر خیانت کی بدلو پائی جاتی ہے۔

(۱) مولوی حسین علی، ساکن واں بھجراں ضلع میانوالی اپنی تفسیر طغۃ الحیران مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، بار اول ص ۵۵ تا ۵۸ پر لکھتے ہیں: "انسان خود مختار نہیں اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پسند اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔"

یہ حوالہ دیوبندیوں کے مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید حسین علی ساکن واں بھجراں ضلع میانوالی کی کتاب کا ہے اور یہ رشید احمد گنگوہی، ایسا صاحب بانی تبلیغی جماعت کا پیر ہے۔ نیز اسی تفسیر کے ص ۵۸ سطر آخری پر یہ لکھا ہے:

"یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب مولوی حسین علی نے غلامِ مان سے قلمبند کروائی ہیں اور بذاتِ خود ان پر نظر فرمائی ہے۔"

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا منکر علم الہی ہے، کافر ہے۔

دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۱۹ پر ہے:

مَنْ اعْتَقَدَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ الْأَشْيَاءَ

قَبْلَ وَقُوعِهَا فَهُوَ كَافِرٌ۔

(ترجمہ) "جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔"

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مَعَهُ كُتُبٌ مُبْدِيَةٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ
نَبْرِأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔

(ترجمہ) "زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہم نے اس کو نہ لکھا، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔"

قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ دونوں عقیدوں میں کتنا فرق ہے اور یہ بھی کہ ان کے عقیدے میں کس قدر خیانت و شیطنت کی بدلو اور اس مذہبِ مہذبِ اہل سنت و جماعت میں کس درجہ ادب و عمل بالقرآن و حدیث کے ساتھ نورانیت و محبت کی جھلک ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ

جھوٹا ہے (معاذ اللہ)

دیکھئے ضمیمہ برائین قاطعہ ص ۱۷ پر ہے:

"دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔"

نیز ایسا صاحب کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹

پر لکھتے ہیں :

”کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔“
 ہمارے کئی حضرات کے نزدیک معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو متصف
 بالکذب ماننا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر خالص ہے کیونکہ خدا سے صد بھوٹ
 محال و ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
 لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(سورہ ۲۵)

”یعنی بے شک جو لوگ افتر کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا
 وہ خلاصی نہیں پاویں گے، نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب
 بے دردمی دینے والا۔“

نیز فرماتا ہے :

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا
 ”یعنی اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون
 سچا ہے؟“

اور تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۵۶ میں ہے :

إِنَّ السُّؤْمِيَّ لَا يَظُنُّ بِاللَّهِ الشَّكْذِبَ
 يَخْذُجُ بِذَلِكَ عَنِ الْإِيْسَانِ

”یعنی بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ
 کے ساتھ جھوٹ کا، نکل جاتا ہے ساتھ اس کے
 ایمان سے۔“

نیز مسامرہ ج ۲ ص ۶۵ پر ہے کہ :

لَا يُوصَفُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْقُدْرَةِ عَلَى
 الظُّلْمِ وَالتَّكْذِبِ لِأَنَّ الْمُحَالَ
 لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ

”اللہ تعالیٰ کو ظلم اور بے وقوفی اور جھوٹ سے متصف
 نہ کیا جاتے اس واسطے کہ محال قدرت الہیہ کے تحت
 داخل نہیں ہوتا۔“

قرآن پاک اور اقوال بزرگان دین کی رو سے روز روشن کی طرح
 واضح ہو گیا کہ خدا کو کذب اور جھوٹ کے ساتھ متصف کرنا بیہودہ گوئی اور
 بکواس ہے اور خدا تعالیٰ کی انتہائی گستاخی اور موجب عذاب الہی ہے
 نیز یہ بات کہ کرا ایمان سے خالی ہونا ہے۔

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

تحدید اناس ص ۲ پر لکھتے ہیں :

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
 بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

سواء اعظم اہل سنت و جماعت کے علماء کے نزدیک اگر بفرض
 محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاقیت محمدی میں ضرور
 فرق آئے گا، جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھا اور نہ
 ختم نبوت پر ایمان لایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَمَا أَمَرَ سَلْبَكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔

”اور ہمیں رسول بنایا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں
کے لئے کافی بشیر و نذیر“

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

لَا تَبْغِي بَعْدِي (ابن ماجہ ص ۳۷)
”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا“
وَلَا نَا اٰخِرُ الْاَلْبَنِيَاءِ

”یعنی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور میں آخری نبی ہوں“
تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ و

رغبت پیدا کرتی ہے

دیکھئے ان کی بہت متبرک اور مشہور و معروف کتاب جس کے بغیر
یہ ایک قدم بھی نہیں چلتے تبلیغی جماعت کا نصاب ص ۲۳۲ فضائل تبلیغ فصل
سابع میں ہے :

”جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے
دل میں ہو، اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ
بن کر رہ کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور
تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے، اس کے حکم کی تعمیل میں
جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے احتراز کر، اگر پیشہ

کرنے کا حکم کرے، پیشہ کر۔“

دیکھئے حضرات قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ یہ کتاب جس کا یہ
حوالہ ہے، ان کی بڑی متبرک کتاب ہے تبلیغی نصاب اس کا نام ہے
اور اس کے مصنف کا نام اس پریوں درج ہے :

”شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم“

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ یہ تبلیغی جماعت کی تبلیغ اور یہ کتاب
نصاب ہے پوری تبلیغ کا، گویا جب تک اس کتاب کی ہر بات پر عمل نہ کیا
جائے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچایا جائے تو تبلیغ کا حق ادا نہیں ہوتا اور
تبلیغ کے اندر خامی رہتی ہے اور یہ تو ایک عام فہم بات ہے کہ متعلم کے
نصاب میں اگر درس مضمون ہوں اور وہ متعلم آٹھ مضمون تو پڑھ کر یاد کر لیتا
ہے اور دورہ جاتے ہیں تو لامحالہ خامی رہ گئی، اب اسے ان دو مضمونوں
سے یاد اور مکمل کئے بغیر ناکام ہی قرار دیا جائے گا، کامیاب نہیں کیونکہ اس کا
نصاب تشیخ تکمیل ہے، بلاشبہ اسی طرح ایسا ہی تبلیغی جماعت کے اندر
شامل ہونے والے مرد اور عورت جب تک پیشہ کرنے کے کرانے کے عامل
عادی اور اس میں پوری ہمارت کے ساتھ کمال پیدا نہیں کریں گے اور
اپنے اوپر اس کے حکم کو نہیں برتیں گے تو تبلیغ کے کورس میں نامکمل ہونگے
اور جو اس کی تعلیم دیتے ہیں پہلے وہ خود اس کے ہر پہلو اور ہر بات
پر مکمل عمل پیرا ہو کر پھر دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کر رہے
ہیں تو بھلا نامکمل کیسے رہتے دیں گے؟ نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خود پیشہ کرنے
کرانے میں ماہر ہوتے ہیں پھر دوسروں کو کرتے ہیں۔

وضاحت پیشہ

ذرا یہ بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ "پیشہ کرنے" کا معنی و مطلب کیا ہے؟

تو دیکھئے ایک ہے لفظ "پیشہ" اور ایک ہے پیشہ کرنا، جس کا معنی ہے بدکاری کرنا، رنڈی یا کسی کام کرنا، یا پیشہ کرنا جیسا کہ اس جماعت کے تبلیغی نصاب میں ہے، اس کا معنی ہے بدکاری کرنا، لڑکیاں پال کر ان سے حرام کاری کرنا اور کمائی کھانا، جیسا کہ علمی اردو لغت (جامع) ص ۴۱، جامع اللغات اردو اور نور اللغات اردو سے ظاہر ہے۔

وضاحت نصاب

یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا نام جو تبلیغی نصاب ہے تو "نصاب" کا معنی کیا ہے؟

تو سنئے! نصاب کا معنی ہے (۱) ذرہ، سرمایہ، پونجی (۲) اتنا مال جس میں زکوٰۃ واجب ہو (۳) جرّ، بنیاد (۴) جانچ، قول، معیار، کسوٹی (۵) ترازو کی موٹھ (۶) چاقو کا دستہ، توار کا قبضہ (۷) پڑھائی کا کورس (۸) درجہ، رتبہ، مرتبہ (۹) قسمت، نصیب۔

علمی اردو لغت (جامع) ص ۱۸۳، فیروز اللغات ص ۱۱۸

جب پیشہ کے معنی بدکاری و زنا کاری کو نصاب کے نمبر و المعنی کے ساتھ لگاؤ گے اور لفظ تبلیغی میں تبلیغ کے ساتھ یا نسبت کی ہے یعنی تبلیغ والی اور تبلیغ کا لغوی معنی ہے رسانیدن یعنی پہنچانا اور جو پہنچاتی ہے

دینی قوم والی جماعت ہے جو مقصود و مطلوب ایسا ہے۔ جب پیشہ اور نصاب اور تبلیغی اور جماعت کے الفاظ کو یکجا کر کے ترجمہ کیا جائے گا تو معنی یہ ہوگا: پیشہ کرنا نصاب تبلیغی جماعت یعنی،

(۱) بدکاری کے سرمایہ، پونجی کو پہنچانے والی جماعت، نتیجہ اس جماعت کے پاس پونجی ہے تو فقط زنا کاری کی ہے جسے یہ لوگوں تک پہنچاتی ہے۔

(۲) بدکاری کے اتنے مال جس پر زکوٰۃ واجب ہو، کو پہنچانیوالی جماعت، نتیجہ اس جماعت کے پاس بدکاری کا مال اتنا ہو چکا ہے جسے اوروں تک بھی پہنچانا ضروری ہے تاکہ اوروں کو بھی زنا کار بنائے تبلیغی جماعت کی جرّ بنیاد بدکاری ہے۔

(۳) نتیجہ تبلیغی جماعت کی بنیاد ہی بدکاری ہے اور تبلیغ کا معنی پہنچانا سمجھ لینے کے بعد لفظ تبلیغ ہی لکھا جائے گا۔

(۴) بدکاری تبلیغی جماعت کا معیار اور جانچ و کسوٹی ہے۔ نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت کی پہچان یہی ہے کہ اس کے اندر زنا کاری ہے، اب جو زنا کاری کے معیار پر پورا اترے وہ تبلیغی اور جو نہ اترے وہ نہیں۔

(۵) بدکاری تبلیغی جماعت کے ترازو کی موٹھ ہے۔

نتیجہ، جس طرح ترازو کو موٹھ سے پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور دونوں پٹروں کے کم و بیش ہونے کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح تبلیغی جماعت والے کا پتہ بدکار ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کا ہے ورنہ نہیں۔

(۶) بدکاری تبلیغی جماعت کے چاقو کا دستہ یا تلوار کا قبضہ ہے۔

نتیجہ، یعنی جس طرح چاقو اور تلوار بغیر دستہ یا قبضہ کے نہیں چلتے اور اپنا کام صحیح نہیں کر سکتے اسی طرح تبلیغی جماعت بغیر زنا کی دلچسپی کے کام نہیں کر سکتی۔

(۷) بدکاری اور بدکاری تبلیغی جماعت کی پڑھائی کا کورس ہے۔

نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت والے جب تک بدکاری اور زنا کاری کی تعلیم کا کورس پورا نہیں کریں گے تو تبلیغی جماعت کے کورس میں فیمل ثابت ہوں گے۔

(۸) بدکاری تبلیغی جماعت کا (ایک عظیم) درجہ، مرتبہ اور رتبہ ہے۔

نتیجہ تبلیغی جماعت کے نزدیک امیر کے یا کسی بھی قابل احترام کے حکم سے زنا کرنا بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

(۹) بدکاری تبلیغی جماعت کی قسمت اور نصیب ہے۔

نتیجہ، اَلْخَبِيْثَةُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (قرآن، مَنْ تَرَىٰ شَرِيْئًا وَّلَوْ بِحِطَّاءٍ اِرْهَآ (المحدث)

آپ مختصراً قرآن و حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں،

جہاں تک زنا کا تعلق ہے تو کون نہیں جانتا کہ یہ بہت قبیح اور

برا ہے حتیٰ کہ قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد خداوندی ہے :

اَلَا اِنَّ اَيُّهَا السَّادَاتُ فَتَا جَلِدُوْهُ كُلًّا وَّاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ۔

”یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سو کوڑے

لگاؤ“

لیکن کیسی تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کو احکام الہیہ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں، بس یہی خیال دامن گیر ہے کہ ہماری جماعت بڑھ جائے، خدا پاک اور اس کے رسول پاک کی بارگاہ میں چاہے رسوائی ہو تو ہو لیکن یہاں نئی قوم پیدا کرنے کا شوق پورا ہو جائے، پھر کچھ بھی دیا کہ ”جب بھی تجھے ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو“ یعنی جہاں چاہا، جب چاہا اپنا کام نکال لیا، اگر کوئی اعتراض کرے تو جواب موجود ہے کہ یہ کیسا بھی ہو بس میرے دل میں اس کا احترام آگیا، میں نے اپنا آپ اس کو پیش کر دیا۔

اب اس ماہ مبارک ربیع الاول کی بارہ تاریخ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر تو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے زنا وغیرہ کی سزاؤں کو اسلامی قانون کے مطابق نافذ کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے تو اگر کوئی تبلیغی جماعت میں شامل مرد و عورت زنا کرتے پکڑے گئے تو ہو سکتا ہے وہ کہیں کہ ہم نے تو یہ فعل اس لئے کیا کہ ہم ملے اور آنکھیں دوسے چارہ ہوئیں، ایک دوسرے کا احترام دل میں آیا اور ایک دوسرے کا جب دل بچلا تو اس فعل کو سعادت سمجھتے ہوئے، ہم نے کر لیا کیونکہ ہماری شریعت خدا گاہ ہے دیکھئے ہمارے پیشو اراہنہ کی وہ کتاب جس کے بغیر ہماری جماعت ایک قدم نہیں چلتی اور اس کے سامنے قرآن و حدیث کا درس دینا بھی ہمیں گوارا نہیں، ہمارا مکمل کورس یہی کتاب ہے تبلیغی نصاب۔

یہ عقیدہ تبلیغی جماعت کا ہے کہ جس کا بھی احترام دل میں آجائے وہ منظور کئے باشند، لیکن ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَإِنِ اسْتَرَعَلَيْكُمْ

عَبْدًا حَبِشِيًّا مُسَجَّدًا فَاسْمَعُوا أَلَا تَطِيعُوا
مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللَّهِ لَهُ

"یعنی اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حاکم و امام چاہے
عبدی غلام مقطوع الاعضاء رہی ہو انکی تابعداری اور اس کی ہر بات
کا سننا جب تک قرآن پاک کے مطابق ہو تم پر ضروری ہے"

اب یہاں وہ امام و حاکم و امیر جس کی فرمانبرداری کو ضروری قرار دیا گیا
ہے، وہ معزز و قرار پایا تو صرف احکام خداوندی کے نفاذ و پاسداری کی وجہ
سے پایا ورنہ بظاہر وہ غلام ہے، لوگوں کی نظروں میں نہ سمانے والا حبشی
ہے، اس کے اعضاء صحیح نہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے، احکام الہی کا خود
پابند۔ اوروں کو پابند بنانے والا، اس لئے اس کی اطاعت ضروری ہوئی
لیکن اس کے بعکس اگر کوئی حاکم و امام و دانا، ذریک جبین و جمیل جاہ و جلالت
کا پیکر ہو، امام ہی ہونے کی حیثیت سے ایسی بات کا حکم کرے جس میں خدا
کی نافرمانی پائی جاتی ہو تو اس کا ماننا ضروری نہیں اور اب کیفیت یہ ہو گی کہ
یہی امام و حاکم جس کا حکم ماننا واجب تھا اب نہ ماننا واجب ہو گا۔

دیکھئے بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۵، ج ۲ ص ۱۰۵۴ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ
بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ
وَلَا طَاعَةَ۔

بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۵۴، ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۰۴

"یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

کہ امام کی اتباع جب تک کہ وہ برائی کا حکم نہ دے، حق و سجا
ہے اور جب برائی کا حکم دے تو ہرگز اتباع نہ کی جائیگی"

نیز ترمذی شریف ص ۲۰۴ پر امام ترمذی نے اس حدیث کے لئے باب ہی
باندھا ہے:

(باب) لَا طَاعَةَ لِمَنْ خَلَقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

"یعنی جس بات میں خالق کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی تابعداری
نہیں ہے"

اور بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث کے تحت فتح الباری شرح بخاری
ج ۱ ص ۱۰۵ پر ہے کہ عام آدمی تو کیا اگر امام بھی بدکاری کا حکم دے تو اس کی
ابعداری ضروری نہیں:

بِكُلِّ يَحْدُمُ عَلَى مَنْ كَانَ فَادِرًا عَلَى
الْمُسْتِنَاحِ۔

"بلکہ جو شخص روکنے پر قادر ہو اس پر اتباع کرنا قطعاً حرام ہے"

اگے فتح الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۰۵ سطر ۲۲ پر ہے:

فَمَنْ قَوِيَ عَلَى ذَلِكَ فَلَهُ الثَّوَابُ وَمَنْ
وَهَنَ فَعَلَيْهِ إِلَّا تَمَرُّ وَمَنْ عَجَزَ وَجَبَتْ عَلَيْهِ
الْهُجْرَةُ مِنْ تِلْكَ الْأَمْرِ۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو اس کے درندوں کے قابل آجائے اور انہیں روک بھی نہیں سکتا تو انکو

۷۔ جو کہ ان سے اپنی فضاہمی کر لے اور ان کے مرکزہ نما سے ہجرت کر جائے۔

”یعنی جو قافہ در ہوا اس (روکنے) پر اس کو ثواب ہے اور
جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو اس پر واجب
ہے کہ یہاں سے نکل جائے۔“

اب اس سے ثابت ہوا کہ جب شرعی امام کی یہ حیثیت ہے تو جو تبلیغی
جماعت کے امیر ہیں جو اس حوالہ کے سہارا پر اپنا ”زندہ پا کاٹ رہے ہیں“
وہ کس شمار میں ہیں، ان کا یا دیگر تبلیغیوں کا آپس میں احترام کس کھاتے میں
جائے گا؟

پس دیکھئے فیض الباری ج ۲۹ ص ۹۰ اور کنوز الخفای علی الجامع الصغیر
ج ۲ ص ۱۶۸ میں ہے :

لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

دوسری روایت میں ہے :

لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِلَّا مَا الطَّاعَةُ فِي

السُّعْرُوفِ -

”کسی آدمی کی تابعداری خدا کی نافرمانی میں ضروری نہیں“

دوسری روایت کا ترجمہ :

”اور نافرمانی خدا میں تابعداری ہوتی ہی نہیں، تابعداری تو

فقط اچھائی میں ہے۔“

حضرات! اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان مذکورہ بالا دلائل کی روشنی
میں تبلیغی جماعت کی مشہور و معروف کتاب تبلیغی نصاب کا یہ حوالہ کس قدر
گمراہی اور حرام فعل کی جانب رغبت پیدا کرنے والا ہے، اور یہ حوالہ دکھا کہ اس
جماعت نے نہ معلوم کتنے شریف لوگوں کی عزت پر حملہ کیا ہوگا؟

تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا

لکھتے ہیں :

”اللہ رب العزت کی یہ عادت جاری رہے کہ جب انسانوں

میں گمراہی ----- عام ہو جاتی ہے اور خالق کی بجائے

مخلوق سے اور اعمال کی بجائے مادی شکلوں سے کامیابی کا تصور

اور یقین قلب میں پیوست ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت ٹھن

اپنے لطف و کرم سے انسانوں کی ہدایت کا غیب سے انتظام

فرماتے ہیں جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ زمانے کے کسی نیک و صالح

انسان کو منتخب فرما کر اس پر ہدایت کے اصول اور طریقہ الہام

فرما کر ان کے استعمال کی شکلیں اس پر کھول دیتے ہیں -----

سابقہ زمانے میں ایسے انسانوں کو نبی یا رسول کا لقب دیا جاتا رہا

چونکہ اس زمانے میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور

مادی اسباب کو آریاب کا درجہ دیا جا چکا ہے اس لئے پھر

اللہ کی رحمت و کرم کو جوش آیا اور حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر

ان پر اس زمانے کی ہدایت کے اصول و طریقہ منکشف فرمائے

اور ہدایت کی اس محنت کا نام تبلیغی تحریک مشہور ہو گیا، حضرت

مولانا محمد الیاس اسے ”تحریک ایمان“ ----- سے تعبیر

فرمایا کرتے تھے، اس کے سارے اصول الہامی ہیں۔

(تلمیحی تحریک کی ابتداء اس کے بنیادی اصول بمبوعہ دہلی، ص ۵)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور کا پتہ چلتا ہے :

- (۱) ایسا صاحب کے زمانہ میں تمام انسان گمراہ یعنی کافر ہو چکے تھے۔
- (۲) ایسا صاحب کو انبیاء کے برابر کر دیا کہ یہ بھی گمراہوں کی ہدایت کے لئے منتخب ہوئے اور انبیاء کرام بھی، اور انبیاء کرام کے اصول و طریقے بھی الہامی اور بانی تبلیغی جماعت کے اصول و طریقے بھی الہامی۔

(۳) لفظ "ایسے" کی تشبیہ صراحتہ برابر ہی انبیاء پر دلالت کر رہی ہے یعنی جیسا مولوی ایسا ہے، جسے خدا نے منتخب فرمایا ہے، ایسا انسانوں کا لقب نبی یا رسول ہوتا ہے۔

(۴) بقول تبلیغیوں کے جس طرح سابقہ زمانہ میں خدا کو جوش آتا اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے نبی کو مبعوث فرما دیتا تھا اسی طرح نبی آخر الزمان کے چودہ سو برس بعد پھر خدا کو جوش آیا اور مولوی ایسا کو نبیوں کی طرح گمراہوں کی ہدایت کے لئے چُن لیا۔

(۵) خود ایسا صاحب اس تحریک کو تحریک ایمان کا نام دیتے تھے یعنی مومن بنانے کی تحریک۔

(۶) اور یہ کہ ایسا کے زمانہ میں گمراہی عام ہو چکی تھی اور مادی اسباب کو لوگ اپنا پناہ اور خدا مان چکے تھے۔ اس میں بھی مسلمانوں کو کافر بنادیا۔ اور جو مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے،

أَيُّ مَنَّا سَجَلٍ قَالَ لَا خَيْرَ كَافِرٍ فَقَدْ بَانَ بِهَا

أَيُّ مَنَّا سَجَلٍ (بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۰)

"یعنی جس نے اپنے (مسلم) بھائی کو کافر کہا تو بیشک یہ کفر، ان

میں سے ایک کی طرف لوٹ جائے گا۔"

مطلب یہ کہ جس کو کافر کہا، اگر وہ واقعی کافر ہے تو فیما، ورنہ وہ کفر

کے واسطے کی طرف لوٹ جائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ کو کافر کہا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف ج ۲، ص ۹۰ حاشیہ ۷ میں ہے،

لَا تَقَالُ الْقَامِلُ إِذَا كَانَ صَادِقًا فَالْمَرْحُومُ كَافِرًا

وَمَنْ كَانَ كَاذِبًا فَقَدْ جَعَلَ الرَّاحِمَ الْإِسْمَانَ كُفْرًا

وَمَنْ جَعَلَ الْإِسْمَانَ كُفْرًا فَقَدْ كُفِرَ۔

"یعنی قائل جب سچا ہوگا تب تو جس کو کافر کہا ہے ٹھیک ہے

اور اگر جھوٹا ہے تو بلاشبہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا اور جو ایمان

کو کفر قرار دے وہ کافر ہے۔"

(ب) فیصلہ ناظرین پر ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے متعلق کیا فیصلہ صادر

کرائے ہیں؟ آیا تبلیغی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و گمراہ کہہ کر موجب حدیث

الکافر و گمراہ ہوئی یا نہ؟

یہ کہ ایسا جماعت خود کو کہتی نہیں کہ ایسا نبی ہے لیکن یہ کہتی ہے کہ

جیسے ایسا صاحب ہیں، ایسوں کو سابقہ زمانے میں نبی اور رسول کہا

جاتا تھا، گدایان نبوت کی طرف پیش قدمی ہے، اور پھر لفظ "پھر" سے

یہ پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں وہ منصب ایسا کو ملا۔

(۷) کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسوں کے لئے نبوت کا دروازہ انہی لوگوں نے

کھولا اور نبوت کے منصب کو معمولی بات سمجھا، سچ ہے ع

جو چاہے ان کا حسن کو شرمساز کرے

(۹) نیز ان کے اس حوالہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں جو ابلیس صاحب کو الہام ہوئے جن کا تعلق قرآنِ حارث سے نہیں جیسا کہ صاف کہہ گئے کہ :

”اس کے سارے اصول الہامی ہیں“

(۱۰) نیز اگر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کی تبلیغ مد نظر ہوتی تو پھر اپنے زمانہ کو زمانہ نبوی سے ممتاز نہ کرتے اور یہ نہ کہتے سابقہ زمانہ میں جو ہدایات فرماتے تھے ان کو نبی رسول کہا جاتا تھا اور اس زمانہ کے گمراہوں کی ہدایت ابلیس صاحب کے ہضم میں آئی۔ اس زمانہ کو زمانہ نبوی سے علیحدہ کر کے تبلیغی جماعت گمراہ ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ سارا زمانہ قیامت تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أَتَاوُ الشَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)

”یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں کہ ان دونوں

کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔“

نیز مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲ میں یہ بھی ہے کہ :

أَتَمَّ سِلَّتِ إِلَى الْخَلْقِ كَأَفَّةٍ

”یعنی میں تمام مخلوق کی طرف کافی و شافی بنا کر بھیجا گیا ہوں ، یعنی میرا زمانہ رہتی دنیا تک رہے گا۔“

عقیدہ نمبر ۲

انسانیت نبی کی محتاج نہیں

تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ، ص ۹۱ ، سطر ۱۲ پر لکھا

ہوا ہے :

”اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی“

حضرات ! یہ تبلیغی جماعت کا عقیدہ ، یہاں صاف کہہ دیا کہ اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی ، کیسی لرزہ براندازم کرنے والی بات کہی ہے حالانکہ اگر انسانیت کو دامن نبی سے جدا کر دیا جائے تو انصاف سے کہنے کے واسطے انسانیت کتنا کون ہے؟ کیونکہ نبی کی ذات سے تو حیوانات بھی بے نیاز نہیں اور یہ تو ہر نبی کی بات ہے چہ جائیکہ نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی محتاج کائنات ہمیشہ ہمیش رہی اور رہے گی۔

واقعی کسی نے سچ کہا ہے

نیک سے نیکی ہو اور بد سے بدی

خوف میں جو ہو گا ٹپکے کا وہی

نیز مذکورہ کتاب کے ص ۶۸ پر یہ شعر ملتا ہے

محبت گر نہ ہو مشکل ہیں آداب محبت بھی

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت بھی

اور امام اہل سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ

نے درست فرمایا ہے

وہ جہنم میں گیب جو ان کے مستغنی ہوا
ہے غلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یعنی جو آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے نیاز و بے پرواہ ہو گیا
وہ جہنمی ہو گیا، اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَقْوَالَ أُمَّةٍ مَّحَمَّدٍ
عَلَى صَلَاتِهِ وَبَيْدِ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ
شَدَّ شَدَّ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو، یا (فرمایا) امت محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو گراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اور (ایسا ہو بھی کیسے
سکتا ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (جیسے اس کی شان کے لائق ہے)
جماعت پر ہے اور جو (بے پرواہ ہو کہ) جماعت سے نکل گیا وہ جہنم
میں گیا“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

إِذَا تَبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَدَّ شَدَّ
فِي النَّارِ (مشکوٰۃ ۳۰)

یعنی تم بڑی جماعت کے تابع ہی رہنا اس لئے کہ تحقیق جو جماعت
سے نکل گیا وہ جہنم میں جائے گا“

اب اہل علم حضرات ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے آقا نے جو ارشاد فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنمی ہے اور پھر
جماعت سے مراد بھی سب سے بڑی جماعت ہے، پھر اس سے نکلنے پر وعید

فرمائی اور اس کی اتباع واجب فرمائی کیونکہ اَتَّبِعُوا میں حکم وجوب کیلئے ہے درنہ
مَنْ شَدَّ شَدَّ فِي النَّارِ کی وعید نہ سنائی جاتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ہر فرد مسلم کو ہمارے آقا نے سواد اعظم کا محتاج بنا دیا اور
فرمایا کہ جو اپنے آپ کو جماعت کا محتاج نہ سمجھتے ہوئے اس سے نکل گیا وہ جہنمی ہے
اب ثابت ہوا کہ جس کے گلے میں سواد اعظم کی اتباع کا طوق نہیں، وہ جہنمی ہے
نوحی کے گلے میں محسن کائنات باعث رضا و خالق مخلوقات اور خود صاحب سواد
اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احتیاجی کا طوق نہ ہوگا وہ کیونکہ جہنمی نہ ہوگا ؟ اور
سواد اعظم کی اتباع کا محتاج نہ رہنے والا جہنمی ہے تو لازماً صاحب سواد اعظم
نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی ماننا ہو یا نہ ماننا ہو جو انسانیت کو حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج نہیں سمجھے گا، قطعاً جہنمی ہے،
نیز ارشاد فرمایا :

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (بخاری ج ۱)

”ہاں میں ہی ہوں اور دینا اللہ ہی ہے“

”ثابت ہوا کہ جو کچھ بھی اللہ جل مجدہ سے دینا ہے اس میں درمستطاف
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محتاجی ضرور ہوگی، دیکھئے یہاں نہ قَاسِمٌ کا مفعول
مذکور ہے اور نہ ہی يُعْطِي کا مفعول مذکور ہے جس کا اشارہ دلالت برعمومیت کی
جانب ہے، مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی دینا ہے خدا ہی دینا ہے اور اس کی
ہر عطا کا تقسیم کرنے والا میں ہی ہوں، ہر چیز میرے ہی در سے ملے گی۔

اب بتاؤ کہ انسانیت نبی کی محتاج کیسے نہیں رہے گی جبکہ ہر امر اور
خیر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے در پاک سے نافذ و موصول ہے
دیکھئے مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۶ میں ہے :

فَلَا يَنْفُذُ أَمْرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَنْقُضُ حَيْثُ إِلَّا بِإِذْنِهِ
 "یعنی ہر کلمہ آپ کی ذات مقدسہ ہی کی جانب سے نافذ ہو سکتا ہے
 اور ہر طرح کی غیر اچھائی جس کو بھی حاصل ہے، آپ ہی کی جانب سے
 ہے۔"

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بارگاہ محبوب خدا صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کریں گے :

أَنْتَ دَعَوْتَنِي فَأَجْعَلَنِي مِنْ أُمَّتِكَ
 "آپ میری دعا کا نتیجہ ہیں لہذا مجھے اپنی امت میں شامل فرمائیے،"
 تو واضح ہو گیا کہ :

لَا وَرَثَ الْعَرْشِ جِس كَوْجِ بِلَا ان سے بلا
 بیٹنی ہے کونین میں دولت سول اللہ کی

ایک شبہ کا ازالہ

شاید کوئی یہ کہے کہ گذشتہ بیان میں اتباع سوادِ اعظم، جو حدیث پاک کی
 رو سے لازمی ہے اس سوادِ اعظم (بڑی جماعت) سے مراد تو تبلیغی جماعت بھی ہو سکتی
 ہے کیونکہ یہ بھی کافی بڑھ چکی ہے، تو عرض ہے کہ یہ ارشاد پاک تو ہمارے آقا کا
 آج سے تقریباً چودہ سو برس کے مسلمانوں کے لئے ہے کہ تم پر سوادِ اعظم کی اتباع
 لازم ہے اور تبلیغی جماعت تو کیا، اس کے بانی کی عمر بھی ابھی سو سال کی نہیں ہوئی
 حالانکہ وہ (الیاس) مرجکا، اس کا بیٹا محمد یوسف بھی مرجکا اور اس کا پوتا (ہارون بھی
 مرجکا جو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین ہوئے، کیونکہ الیاس سن ۱۳۱۵
 میں پیدا ہوا اور ۱۳۶۲ء میں مر گیا اور اب ۱۳۹۹ء کا دوسرا مہینہ یعنی صفر مقرر ہے،

تو یہ جماعت آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے مراد کیسے
 ہو سکتی ہے؟ اور پھر جماعت سے مراد ہی جماعت فقہاء، علماء، صوفیاء اور
 اولیاء اللہ ہے اور کون کہتا ہے کہ یہ لوگ تبلیغی جماعت میں شامل ہیں۔
 دیکھئے ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس، ص ۴۵، ملفوظہ میں لکھا
 ہے کہ :

"(مولوی الیاس نے) ایک بار فرمایا مولانا! ہماری تبلیغ میں ---

--- مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے

ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔"

اس سے پتہ چلا کہ جب خود بقول الیاس اہل ذکر و اہل فکر (حقیقتہ
 جماعت سے مراد ہیں) تبلیغی جماعت میں موجود ہی نہیں تو یہ جماعت سوادِ اعظم
 کیسے کہلا سکتی ہے؟

مختصرہ نمبر ۳

تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے

تبلیغی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی ہے کہ ہمارا مقصد مسلمانوں میں ایمان
 پیدا کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو بے ایمان سمجھ کر ایماندار بناتے
 پھر رہے ہیں اور کلمہ طیبہ کھانے کے بہانے سے لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان
 کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان ان کے اس بُرے کام کو اچھا سمجھتے ہیں،
 دیکھئے سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت
 ص ۲۹۳ پر صاف طور پر لکھ گئے :

"مولانا اس دعوت و تبلیغ کو جو مسلمانوں میں ایمان پیدا

”انبیاء علیہم السلام ہی تبلیغ لائے ہیں“

واضح رہے کہ جتنے بھی انبیائے کرام تشریف لائے، سب کے سب نے مگر انہوں کو راہِ راست دکھایا، بے ایمانوں کو ایماندار بنایا، اگر ان کی تبلیغ ایمان والوں کے لئے ہی ہوتی تو یہ بات تحصیلِ حاصل کے مترادف ہے اور پھر ان کی بعثت کا صحیح مقصد اور مفاد ثابت نہ ہوتا، تو تبلیغی جماعت کے بانی کا یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام ہی تبلیغ لے کر آئے جیسا کہ اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ مساجد میں جا کر ان کا نمازیوں کو تبلیغ کے بہانے تنگ کرنا صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ لوگ ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

نیز تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۲۲۰ پر لکھا ہے:

”اس کام میں دعوت بھی ہے اور دعوت ہے لا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ کی“

پھر دیکھئے، مولانا محمد الیکس اور ان کی دینی تحریک، ص ۳۴ تا ۳۷، اور اسی کتاب کے ص ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:

”تبلیغ کو لوگ کلمہ و نماز کی تحریک سمجھتے ہیں، زیادہ صحیح لفظوں میں

وہ یقین پیدا کرنے کی تحریک ہے، وہ یقین جس کا دوسرا ایمان ہے

غیبی حقائق پر ایمان، خدا پر ایمان، چنانچہ مولانا الیکس صاحبِ حجت

اللہ علیہ تبلیغ کو تحریک ایمان کہا کرتے تھے،“

مسلمانوں انور کا مقام ہے، یہ نہ سمجھنا کہ محمد عبدالغفور الوری شاید اپنی طرف سے یہ باتیں کہہ رہا ہے بلکہ میں تو ان کے حوالوں سے اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو واضح کر رہا ہوں کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو تبلیغ کرنے سے ان کے دین و عقائد اور ایمان کو خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں اور تبلیغ حقیقت

میں مسلمانوں کو کافر سمجھ کر کرتے ہیں، یہ لوگ اپنی اس تحریک کا نام چاہے کچھ بھی رکھیں تحریک ایمان رکھیں یا دعوت و تبلیغ کہیں، یقین پیدا کرنے کی سعی کہیں یا دین کی طلب نام رکھیں، دین کی محنت اور دین زندہ کرنا کہیں یا دین کو لے کر پھرنے کہیں، دعوت کلمہ کہیں یا صحیح کلمہ کا نام دیں، سب کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دین و ایمان کو خراب کر دیں، صحیح اور راہِ راست سے آپ کو ہٹائیں، بھٹکائیں اور اپنے دلفریب جال میں پھنسانیں، العباد باللہ!

تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ و روزہ نہیں

مولوی ظفر احمد نقانوی لکھتے ہیں کہ آخری دفعہ جب میں وسطِ جون میں

مولوی الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا:

”ہلیم رسیو جانم تو بیا کہ زندہ مانم

پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور دیر تک

سینے سے لپٹائے رکھا۔۔۔۔۔ پھر فرمایا بہت سے علماء

تو دور دور ہی سے میرے مقصد کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر مجھ سے

پوچھ کر تو اب تک بھی وہ میرے متشا کو نہیں سمجھے، وساٹ سے

گفتگو کی ہے، اب میں وساٹ سے اپنے منشا کو کیونکر سمجھا دوں؟

میں چاہتا ہوں تم کچھ دنوں میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے

دور رہ کر نہیں سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو،

جلسوں میں تقریر کرتے ہو، تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے

مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں“

مولوی ظفر احمد صاحب تھانوی، مولوی ایسا صاحب کے چھپنے والوں
مخلصوں اور عقیدتمندوں میں سے تھے جن کی محبت، ایسا صاحب کے دل و
دماغ میں اس قدر رچی ہوئی تھی کہ گویا یہ ان کے درد کے دوا، مرض کی دوا اور
موت کو حیات میں بدلنے والے تھے، گویا آپ حیات تھے بھی تو ایسا
صاحب کہہ رہے ہیں "تو بیا کہ زندہ مانم"؛ یعنی اسے میرے محبوب! میری
جان بول پہ آچکی ہے لہذا تو جلد آ، کہ میں زندہ رہ سکوں اور میرے مرنے پر
تیرا آنا کس کام کا؟

اہل علم و فہم حضرات سمجھ گئے ہوں گے کہ مولوی ظفر احمد تھانوی کس قدر
محبوب تھے کہ جسے اتنے ہی گلے سے لگالیا، پیٹنی کو چوم لیا، دیر تک سینے
سے پیٹائے رکھا، اسے رازدارانہ طریقے سے بتایا کہ بہت سے لوگ تو
دور دور ہی سے میرے منشا کو سمجھنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تبلیغ میں بہت
تھک رہے ہیں لیکن ابھی تک وہ میرے منشا کو نہیں سمجھا اور جو میرا منشا ہے اسے
وسائط سے میں نہیں سمجھا سکتا۔

پھر آگے خود اپنے اس محبوب عقیدتمند اور ہم عقیدہ جان نثار سے
کہتے ہیں کہ تم کچھ دن میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے، دور رہ کر نہیں
سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو، تقریر کرتے ہو، امتداری
تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں کہتا ہوں۔

دیکھا آپ حضرات نے؟ صاف کہہ دیا کہ یہ تبلیغ جسے یہ لوگ روزہ،
نماز، حج، زکوٰۃ اور دین کے دیگر احکام کی تبلیغ کا نام دیتے ہیں اور جن سے
نفع بھی ہوتا ہے، میرا منشا نہیں ہے، اور اگر یہ منشا ہوتا (جیسا کہ بظاہر لوگ
تبلیغی جماعت والوں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں)، تو پھر مولوی ایسا صاحب کو چاہئے تھا

کہ اس تبلیغ کرنے والے مولوی کو جو دور تو رہنا تھا مگر تبلیغ دین کرنا تھا یا مولوی ظفر احمد
تھانوی کو (جو خاص ہم پیالہ و ہم نوالہ تھا) یہ نہ کہتے کہ تمہاری اس تبلیغ سے نفع تو
ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں بلکہ داد دیتے کہ بہت اچھا ہمارا
مقصد دین کی خدمت کرنا ہے، آپ لوگ جہاں جہاں بھی دین کی خدمت کر رہے
ہیں بہت اچھا کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں جزا دے اور دین اسلام
کی مزید خدمت کرنے کی تمہیں توفیق عطا فرمائے لیکن چونکہ مولوی ایسا صاحب کے
جو کچھ اندر تھا، ان مولویوں کی تبلیغ ابھی تک اس کے موافق نہ تھی اس لئے کہہ دیا
کہ یہ تمہاری تبلیغ وہ نہیں جو میرا منشا ہے۔

آئیے، میرے آقا کے پروانوں! میں تمہیں بتاؤں کہ تبلیغی جماعت کا
اس تبلیغ سے تو ایسا صاحب کا منشا ہے) مقصد کیا ہے؟

(۱) اس تبلیغ سے ایسا صاحب کا منشا ایسے مہلک پرفتن اور
خطرناک منصوبے کی اشاعت و ترویج کے سوا کیا ہو سکتا ہے جن کے
لئے برطانیہ حکومت بھی انہیں ایڈر دیتی رہی،

دیکھئے مکالمۃ الصدرین ص ۸، سطر ۳ میں ہے :

"مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا ایسا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے
بندوبست حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا"

اور اس کی اس غرض و غایت کو لامحالہ ایک ادنیٰ فہم کا مالک بھی
جانتا ہے کہ جب کوئی حکومت کسی کو ایڈر دیتی ہے تو اس میں اس کا کوئی کو منشا و
مقصد ہوتا ہے اور چونکہ حکومت کی جانب سے جب کسی کی پشت پناہی ہو رہی
ہو تو آخر حکومت بھی تو اس کے ذمے کوئی عظیم کام رکھ چکی تاکہ اس کا دیا ہوا پیسہ

کارآمد ہو سکے اور وہ عظیم و اہم اور خطرناک کام جو ایسے عناصر سے لیا جاتا ہے، اس کے لئے واقعی کافی پیسے کی ضرورت پڑتی ہے اور جتنے پیسے کی ایسے کام کے لئے ضرورت پڑتی ہے، اس کی ادائیگی حکومت کے سوا کون کر سکتا ہے؟ کیونکہ جب کبھی بھی اور جس کسی نے بھی ملاغوثی اور شیطانی مجسمہ قوت بن کر ایمانی قوت کا مقابلہ کر لیا ہے یا اس قسم کا منصوبہ بنایا ہے تو اس پر کافی مادی اسباب کو صرف کیا گیا ہے جس سے اگرچہ ان کا خاطر خواہ مقصد تو حاصل نہیں ہو سکا لیکن وقتی مفاد کچھ نہ کچھ پہنچ جاتا ہے جس سے پیسے دینے والے کے یا لینے والے کے دل کو وقتی مفاد تو ہو سکتا ہے لیکن آخر میں ذلت و رسوائی اس کا مفد رہن چکی ہوتی ہے۔

تبلیغی جماعت اور اس کے بانی نے جو خطرناک اور چوٹا دیئے والا کام کیا وہ یہ ہے کہ اس نے جمیع اہل اسلام کو بے دین اور گمراہ بنایا اور لبادہ یہ اوڑھا کہ ہم دیندار بناتے ہیں۔ تو یہی وہ بڑا کام کیا کہ مسلمانوں کو گمراہ و بے ایمان کا درجہ دے دیا جس کی خاطر حکومت کی جانب سے ان کو پیسہ ملتا تھا اور اچھی اس بات ہی کی بنا پر تمام اہل اسلام انہیں بُرا جانتے تھے لیکن چونکہ حکومت نے ان کو خاطر خواہ پیسہ بھیج دیا اور ان کا ساتھ دیا اور تبلیغی تحریک کے ابتدائی دور میں تو ایسا صاحب جے چین ہو سو کر رات کو کئی کئی بار اٹھتے اور کہا کرتے تھے کہ ہائے میرے اللہ میں کیا کروں ؟

دیکھیے! مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک ص ۱۳۰، ۱۲ میں ہے :

”ایک بار فرمایا مولانا! علماء اس طرف نہیں آتے، میں کیا

کیا کمروں؟ ہائے اللہ میں کیا کمروں؟

نیز ملفوظات اہل ۵۹ پر ہے :

"ان کی رائیں بستر پر کروٹ بدلنے اور آہ بھرنے میں گزرتی تھیں۔۔۔۔۔ اکثر یہی بے آب کی طرح ترپ پتے، ابھرتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کموں کچھ ہوتا ہی نہیں!"

سمجھے آپ ؟ یہ ساری ساری رات رونا اور آپ میں بھرنے اور یہ کہنا کہ کیا
 کہوں کچھ ہوتا ہی نہیں ، آخر کس لیے تھا ؟ اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ جناب نے
 انگریز حکومت سے رقم زیادہ بطور لی تھی اور سچی نمک بخواری ادا نہیں ہو رہا تھا
 اور ان مسلمانوں سے مفاد یہ نہیں ہو رہا تھا جن کے سینے میں نور ایمان اور عشقِ مصطفیٰ
 تھا اور جو اپنے دین و ایمان پر ایک جان نہیں لاکھوں جانیں قربان کرنے کے
 بعد بھی یہ کہیں کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی مٹھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تو پھر آپ ہی بتائیے کہ عیندہ کیسے آتی اور آپس کیوں نہ بھگتنا؟ کیونکہ مسلمانوں میں سے کوئی ہم خیال ہی نہ تھا اور ہم خیال ہونا بھی کیونکہ؛ جبکہ تمام مسلمانوں کے نظریہ سے بہت کم تھے اور مذموم نظریات و عقائد کی بنیاد ڈالی تھی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنے دام میں پھنسانے کیلئے کہا کہ :

”آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے“

اور کہا کہ :

”اس تبلیغ کا طریقہ بھی عجیبہ پر خواب میں منکشف ہوا“

نوجہا مسلمان اس کے ہم خیال کیسے ہو جاتے؟ ان کے توجہ میں احکام و ارکانِ دین، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حق جو خدا کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے پہنچے، جس پر قرآن و حدیث مشاہد ہے، اور اس کے مقلدے میں

ایسا کہتا ہے کہ :

”مجھے تبلیغ کا طریقہ بھی خواب میں سکھایا ہوا“

اور اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ خواب تو نبی ہی کا سچا ہوسکتا ہے دوسرے کے خواب پر سچائی کا حکم یقینی طور پر نہیں لگا جاسکتا سچ جائیکہ شرعی احکام میں خواب پر اعتبار کیا جائے ! یہ تو سراسر بے بنیاد بات ہے ، دراصل اس کے ایسی من گھڑت باتیں کرنے کا مقصد مسلمانوں کو پھینکانا ، تفرقہ ڈالنا اور دھوکہ دینا ہے اور جو چھ نمبر گھڑے وہ بھی اس کا دلفریب دھوکہ ہے اور اہل علم تو ایسے شخص کی حرکات و سکنات ، رفتار و گفتار سے اس کا اندازہ لگا ہی جیتے ہیں لیکن سادہ لوح مسلمان تو ایسے حال میں پھنس جاتے ہیں ۔

ایکس کی ابتدائی تحریک کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے اس کی تائید کی یا ہاں میں ہاں ملا دی تو اسے ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ اس سے تو اس کی جان میں جان پڑتی تھی اپنے آقاؤں کا حق ادا کرنے کی اس سے امید بندھتی تھی ۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ، ص ۷ ، سطر ۱ میں ہے :

”تبلیغی تحریک کا ابتدائی زمانہ تو وہ تھا کہ اگر اس کی تائید میں کوئی ایک جملہ بھی بولتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گویا ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آگئی“

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اہل اسلام اس کے نظریات و خیالات اور عقائد سے متنفر تھے تبھی تو یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ اس کے ساتھ چلنا تو بجا

اگر اس کی تائید میں کسی نے ایک جملہ بھی بول دیا تو ہفت اقلیم کی دولت کے ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اگر یہ اچھا ہوتا تو اچھائی کا ساتھ دینے والے بہت مل جاتے ہیں ۔

لیکن افسوس کہ یہاں تو اچھوں کی اچھائی کو ختم کرنے کے لئے دشمن اسلام نے پیسے خرچ کئے اور بھاڑے کے خریدے ہوئے ٹوپہ تو انہوں نے اپنی مرضی کا بوجھ لادنا تھا اور ان کی مرضی اسلام اور اہل اسلام کی بیخ کنی کے سوا کچھ نہ تھی کیونکہ اسلام اور اہل اسلام سے ان کی دشمنی روز روشن کی طرح سب پر واضح ہے اسی لئے شروع شروع میں مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا تھا :

یہ تبلیغ دین میں نیا فتنہ ہے

یا

امت میں نیا فتنہ ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ، ص ۲۶ ، سطر ۱۵ میں ہے کہ جب مولوی اشرف علی تھانوی کے کانوں میں جب (تبلیغی جماعت کی) یہ خبر پہنچی تو آپ گھبرا گئے اور فرمایا :

”تبلیغ نہیں بلکہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے“

امت میں ایک نیا فتنہ ہے

اگے لکھتے ہیں :

”حضرت جی نے دوسرے علماء کے فرمان بھی سنے“

اور دوسرے علماء کے فرمان کیا تھے ؟ آئیے اسی کتاب کا ص ۲۶ ، سطر ۱۳ دیکھئے

کہ جب الیاس صاحب نے یہ تحریک شروع کی تو علماء نے اسے اچھا نہیں سمجھا

لکھتے ہیں :-

”علماء میں تذکرے شروع ہو گئے کہ یہ کیا ہے، مولانا نے کیا شروع کر دیا۔“

یہ تو علماء تھے، آگے لکھتے ہیں :

”حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا فرمان بھی سنا لیکن کسی قسم کا جواب نہ دیا، نہ زبانی، نہ تحریری، وقت کا انتظار فرماتے رہے۔“

دیکھئے جس کتاب کا یہ حوالہ ہے اس پر مولف کا نام یوں لکھا ہے :

”میاں جی منشی محمد عیسیٰ فیروز پوری، مقام فیروز پور نمک،

ڈاک خانہ نوح، ضلع گڑگادال (ہریانہ) میوات۔“

اور یہی وہ مقام (فیروز پور نمک) ہے جہاں سے

طلوع شدہ قرن الشیطان کی پہلی کرن نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا شروع کی۔

اس کتاب کے مذکورہ حوالہ سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ ایسا صاحب کی تحریک سے علماء و اہل علم میں بے چینی پھیل گئی کہ یہ کیا چکر ہے، حتیٰ کہ دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نے توصیف کہہ دیا کہ :

”یہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے۔“

اور جب ایسا صاحب اور اس کے مددگار آفانے معلوم کیا کہ یہ ڈھول کا پول کسی بھی وقت کھل سکتا ہے تو اس نے ان کی اس بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا، نہ زبانی نہ تحریری بلکہ وقت کی انتظار میں رہے۔

قارئین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کونسے وقت کی انتظار میں رہے؟ کسی اور کو علم ہو یا نہ ہو لیکن مجھے تو اپنے عوام و خواص کو (جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں) ان کے ہر حربہ کی نشاندہی کرنا اور بتانا ہے کہ وہ وقت جس کی انتظار

ایسا صاحب ان کو جواب نہیں دے رہے تھے، وہ جب مولوی اشرفی کو کسی پریش کرمنٹ سے ایذا اور امداد ملنا شروع ہو گئی، اور جب گورنمنٹ نے ایسا صاحب کا ہمنوا بنا دیا تو ایسا صاحب نے اشرفی تھانوی کے جواب یافتہ عالم و واعظ تنخواہ پر رکھ لئے،

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول، ص ۱۵، اور حضرت مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت، ص ۱۰۶، لکھا ہے :

”حضرت مولانا اشرفی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ

عالم و واعظ آپ نے حاصل کئے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔“

یہ عبارت ”تبلیغی تحریک کی ابتداء“ کی ہے اور چند جہذیل عبارت :

”تبلیغ کرنے کے لئے کچھ عرصہ سے پنج تنخواہ دار رکھے۔“

حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ص ۱۰۶ سے ماخوذ ہے۔

حکومت کی طرف سے مولوی اشرفی تھانوی کو ایذا اور امداد کی تصدیق مکالمۃ الصدرین، ص ۹، سطر ۱۴ سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ مولوی شبیر احمد دہلوی (دیوبندیوں کے پیشوا) لکھتے ہیں کہ :

”حضرت مولانا اشرفی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے

آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔۔۔۔۔ ان کو چھ سو روپے ماہوار

حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے۔“

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہی وہ وقت تھا جس کی مولوی ایسا صاحب

کا انتظار تھی، حکومت کی طرف سے چھ سو روپے ملنے شروع ہو گئے اور تربیت

الاعمال اور واعظین کو ایسا صاحب نے رکھ لیا اور ساتھ ہی ایسا صاحب نے

اعمال بھی کر دیا کہ :-

”حضرت مخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں سے منتفع ہوا جاوے“

(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات، ص ۱۵۷)

دیکھئے حضرات! الیاس صاحب نے اشرفی صاحب مخاوی کی زبان اور ذہن کو کیسے عجیب و لذیذ فریب و دواؤں سے بدلا ہے، اس کی اور اس کے آدمیوں کی محبت کو ضروری قرار دیا اور ان کی کتابوں کا مطالعہ بھی لازمی قرار دیدیا۔ اس کے لئے حکومت کی جانب سے چھ سو روپے کی ایڈجاری کرا دی، اس کے آدمیوں کی تنخواہیں جاری کیں، یہ سب کرتب اسی لئے دکھائے کہ بات رہ جائے اور لرے ہوتے پوچھ سے قدرے سبکدوش ہو جائے۔

اگے دیکھئے! اشرفی صاحب مخاوی کی زبان اب کیا کہتی ہے تو کہتے ہیں تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۳۸، سطر ۲ تا ۳ پر ہے کہ جب مولوی اشرفی صاحب نے الیاس صاحب کا اتنا خلوص و خیر خواہی دیکھی اور اپنے آپ سے اتنا رابطہ اور قریب کا لگاؤ دیکھا تو :

”باغ باغ ہو گئے۔۔۔۔۔ اور بار بار فرماتے رہے، مولانا الیاس نے یاس کو اس سے بدل دیا“

دیکھا آپ نے؟ یہ وہ زبان ہے کہ لَدَّ اِلٰی هَؤُلَاءِ وَ لَدَّ اِلٰی هَؤُلَاءِ مَدَّ بَيْنَ بَيْنٍ ذٰلِكَ، وہی زبان تو الیاس صاحب کے اس طریقہ تبلیغ کو دین اور امت میں نیا فتنہ کھتی رہی اور اب وہی زبان اس کے گُن گانے لگی ہے،

بہر کیف یہ چل گیا کہ الیاس صاحب کی تحریک دین اور امت میں ایک عظیم

”مطلب یہ کہ اگر کوئی کسی دنیاوی لالچ میں آکر اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب وہ فتنہ ہی نہیں بلکہ فتنہ ہر وقت فتنہ ہے، اس لئے کہ اصل مہیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فتنہ سے ہر ایک مسلمان کو محفوظ رکھنے کے لئے آئینہ۔ آمین۔“

غیر اللہ سے کوئی شرعی یا غیر شرعی مسئلہ نہ پوچھئے

”کوئی مسئلہ بھی اٹک جائے، چاہے وہ دنیا سے متعلق ہو یا آخرت سے، اس کا تعلق انسانوں سے ہو یا خداوند کریم سے، اس کا حل یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ غیر سے اپنے یقین کو بٹالو۔۔۔۔۔ بلکہ اپنے حال کا تذکرہ تک بھی غیر اللہ کے سامنے نہ ہونے پاوے۔۔۔۔۔ یہ ہی اصل علاج اور مسئلہ کا حل ہے“

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو تبلیغی آدمی اس کا خلاف کرے گا، وہ گمراہ ہے، نیز اس عقیدہ اور فتوے کے مطابق اگر کسی بھوکے نے کسی روٹی مانگی تو گمراہ، بیمار نے ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی مانگی تو گمراہ، اس کا حق کسی نے دیا، اب کسی سے اس کا ذکر کیا تو گمراہ، لڑائی میں کسی نے مہربانی پھر یا ڈنڈا دے مارا اور مہربانی دیا، اب کسی سے شکایت کرے تو گمراہ، کسی افسر کے سامنے مقدمہ لے جائے تو گمراہ، مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کیا تو گمراہ، خیال آیا کہ خدا کیسا ہے، اسے کیا سمجھنا چاہتے، حیران ہے، اب اگر کسی سے پوچھے گا تو گمراہ، نماز، روزہ، نکاح، حج، زکوٰۃ وغیرہ مسائل سے بے خبر ہے، کسی سے پوچھ لیا تو گمراہ، بیوی سے یہ صاحب تنگ ہیں

طلاق دینے کا مسئلہ کسی سے پوچھا تو گمراہ، وغیرہ وغیرہ۔

کس قدر فاسد عقیدہ ہے کہ کوئی بھی مسئلہ الٹ جائے تو غیر اللہ سے نہ پوچھو
انسانوں سے متعلق ہو یا اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو، یہ قرآن کے سراسر خلاف ہے
کیونکہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرو“

ور حدیث پاک میں آتا ہے:

مَسْأَلَةُ أَحَدَةٍ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ حَيْثُ
لَهُ مِنْ عِبَادَةِ سُنَّةٍ وَحَيْثُ لَهُ مِنْ عَقْدٍ رَافِقَةٍ
مِنْ قُلْدِ اسْمُعِيلَ،

وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمُزَاقَةَ
الْمُطِيعَةَ لِرَأْفَتِهَا وَلَكِنَّ الْبَاكَ بِوَالِدَيْهِ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْنِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(کنز العمال ج ۵، ص ۲۰۶، حدیث نمبر ۴۲۲۱)

”یعنی جو مومن ایک مسئلہ سیکھے گا تو یہ اس کے لئے ایک سال
کی عبادت اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک گروہ (غلام)
آزاد کرنے سے بہتر ہوگا،

اور بیشک ادینی علم کا طلب گار اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری
عورت اور اپنے والدین سے اچھا برتاؤ برتنے والی اولاد انبیائے
کرام کے ساتھ جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔“

دیکھئے صحنفات تبلیغی جماعت کا عقیدہ کیا ہے اور قرآن و حدیث

کا فرمان کیا ہے۔ اب انصاف فرمائیے کہ قرآن تو فرمائیے کہ اگر کوئی مسئلہ ایسا درمیان
ہو جو تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھیے، حدیث پاک میں آگیا کہ ایک مسئلہ
کسی سے پوچھیے اور یاد کرنا سال کی عبادت اور ایک غلام آزاد کرنے کے برابر نہیں
بلکہ بہتر ہے۔

نتیجہ مسئلہ کہ یا تو تبلیغی جماعت مسئلہ قرآن و حدیث ہے یا اس کی شریعت
من گھڑت ہے اور یہ جماعت جسے قلموگر لیتی ہے تو اسے ہر بات سے بے خبر
اور اندھا دکھایا جاتی ہے تاکہ وہ ان کے فریب کو معلوم نہ کر سکے۔

عقیدہ نمبر

پیشاب پاخانہ میں کلمہ و نماز پیدایا ہونا اعلیٰ دین کی علامت

تبلیغی تحریک کی ابتداء ص ۸-۱۰، سطر ۱۵ میں ہے:

”پاخانہ پیشاب سب کے اندر یہ چھ باتیں پیدا ہونا چاہیں تو
افسوس کے سارے اعمال اور سارے امور اعلیٰ دین بن جاویں
گے۔“

یعنی جماعت کے نزدیک معاذ اللہ پاخانہ اور پیشاب کلمہ، نماز، علم و
ذکر، اکرام، تصبیح نیت اور تبلیغ کا صحیح مع ہونا چاہئے اور پابند ہونا چاہئے۔

سب یہ چھ چیزیں ان پیشاب و پاخانہ کے اندر یعنی بیچ میں پیدا ہو گئیں
تو یہ انسان کے سارے امور و اعمال اعلیٰ دین بن جاویں گے، حضرات آپ کو
معلوم ہے کہ انسان کے اعمال و امور اس کے کاموں ہی کا نام ہے۔

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ سے پتہ چلے کہ انسان کے پیشاب پاخانہ
کلمہ پڑھے، نماز پڑھے، علم پڑھے، ذکر کرے، اکرام مسلم کرے، تصبیح نیت

”یعنی عالم کی عالم برتری و فضیلت ایسی ہے جسے تم میں سے ادنیٰ نہیں

میری عظمت ہے“

اب اگر ٹیٹو میں علم پیدا ہو گیا تو کیا تعلیمی جماعت کے نزدیک وہ اس

حدیث پاک کے فرمودہ ارشاد کو سمجھے گی، مہم ڈاٹڈ، اگر اسٹوڈنٹ کو تعلیمی تو بات ملے گی؟

اگر ڈاکٹر یا پروفیسر میں پیدا ہو جائے تو کیا ڈاکٹر یا پروفیسر کے

معانی مہم ڈاٹڈ، خدا پاک یا پروفیسر یا کونسا ہے، یہ بات فطرت میں

تو اور کیا ہے؟

(۵۱) اگر اگر اسلام اس کے اندر پیدا ہوا تو سنن آگتہم، حسنہ لکھا اگر کسی

الملک کے معصداق پیشاب یا پانی نہ ہوئے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶۱) اور اس میں نیست پیدا ہو گئی تو حدیث نبویہ، المذق میں خیر توفیق

عبداللہ کے تحت یا پانی نہ پیشاب بھی اس کا معصداق ہوا اور اگر پیشاب اس

کے اندر پیدا ہوا، بقول تعلیمی جماعت کے تو یہ کیا کہ ان کی کتابوں کے

حوالے دئے جائیں ہیں، دیکھتے ہیں تحریک کی ابتدا، جس میں ہر

”پیش کرنا“، ”نبیوں کا مہم ڈاٹڈ، انبیائے کرام میں کا حکم لکھتے تو نتیجہ یہ نکلا

کہ یہ بھی تبلیغ کرتی ہے، انفس میں کی بات ہے، یہ کہ تعلیمی حالت اور تعلیم

مکمل و فریب ہے، یہ توفیق کی بات ہے۔

پھر یہ بھی بتا دیا کہ ان لوگوں کے دل میں شہادت ہو کر اسلام کا ذرہ برابر

احکام نہیں درندہ یہ فقط گمراہ نہ ہوتے اور نہ کھنٹے۔

حضرت! میں نے مختصر عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اسلامی

دین بن جاویں گے، ہجرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ؟

تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان یا پانی نہ پیشاب ہے،

کرے، تبلیغ کرے تو یہ پیشاب دیا جائے جو اعمال و افعال و امور انسانی کے لوازمات

سے ہیں، تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

”یہی یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ یا پانی نہ پیشاب ہر بات خود اسلامی دین بن جاتا

ہیں، اسے مہم ڈاٹڈ، انصاف ڈاٹڈ،

اور اگر میں آپ کو مہم ڈاٹڈ، اگے سے جائیں تو خیال فرمائیں کہ اگر کلک پیشاب

یا پانی نہ کے اندر پیدا ہوا تو یا پانی نہ ہو گیا اور یہ حدیث

میں، ”فان لا اله الا الله“ الملک دیکھ لیں

کا معصداق تعلیمی جماعت کے نزدیک ہو گا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو

مہم ڈاٹڈ، اعلیٰ پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم ہو گیا، اور اس میں برہمنیت شیعہ کا

فائل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲۱) اگر نا زو پیشاب یا پانی نہ کے اندر پیدا ہو گئی تو پیشاب یا پانی نہ تبلیغیوں کے

زودیک نمازی ہوئے، مالا کہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا ارشاد ہے :

”الصحۃ لوفی حدیثہما“ السنۃ بینہما فہما من آقا مہم ڈاٹڈ

السنۃ بینہما فہما من آقا مہم ڈاٹڈ، السنۃ بینہما فہما من آقا مہم ڈاٹڈ۔

”یعنی نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے

دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا“

پھر یہ کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا بھی پیشاب کا کام ہے مہم ڈاٹڈ!

(۳۱) اگر یا پانی نہ پیشاب میں علم و ذکر پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اس ارشاد کا مطلب، ان کے نزدیک کیا بنے گا؟

فصل فی العلم علیٰ غیر علم، العلم علیٰ غیر علم، العلم علیٰ غیر علم

کرے تبلیغ کرے تو یہ پیشاب و پاخانہ جو اعمال و افعال و امور انسانی کے لوازمات سے ہیں تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ پاخانہ پیشاب بذات خود اعلیٰ دین بن جاتے ہیں، استغفر اللہ! نعوذ باللہ!

اور اگر میں آپ کو حق پر آگے لے جاؤں تو خیال فرمائیں کہ اگر کلمہ پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوا تو پاخانہ کلمہ گویا نہ؟ اور پھر حدیث:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

کا مصداق تبلیغی جماعت کے نزدیک ہوگا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو معاذ اللہ اٹنی پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم آئیگا، اور اس بدعت شنیعہ کا قائل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲۱) اگر نماز پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوتی تو پیشاب پاخانہ تبلیغیوں کے نزدیک نمازی ہوتے، حالانکہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ فَمَنْ أَقَامَهَا أَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّينَ۔

”یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔“

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا اٹنی پیشاب کا کام ہے معاذ اللہ! (۳) اگر پاخانہ پیشاب میں علم و ذکر پیدا ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب ان کے نزدیک کیا بنے گا؟

فَضَّلُوا عَلَيَّ عَالِيَهُ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضَّلِي عَلَى أَدْنٰكُمْ

”یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ پر میری فضیلت ہے۔“

اب اگر کلمہ میں علم پیدا ہو گیا تو کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک وہ اس حدیث پاک کے فرمودہ ارشاد کو پہنچے گی، معاذ اللہ! اگر ارشاد کو پہنچی تو بات کیا بنی؟ (۴) اگر ذکر پاخانہ پیشاب میں پیدا ہوا تو یہ ذکر خُذْ كُرُوْفِيْ اَذْ كُرُوْكَدْ کے مولیٰ بن معاذ اللہ! خدا پاک پاخانہ پیشاب کو یاد کرتا ہے، یہ بات کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

(۵) اگر اگر مسلم اس کے اندر پیدا ہوا تو مَنْ اَكْرَمَ مُسْلِمًا اَكْرَمَهُ اللّٰهُ کے مصداق پیشاب پاخانہ ہوتے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶) اور اس میں نیت پیدا ہو گئی تو حدیث رِیْثَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ کے تحت پاخانہ پیشاب بھی اس کا مصداق ہوا اور اگر تبلیغ اس کے اندر پیدا ہوا بقول تبلیغی جماعت کے تو جیسا کہ ان کی کتابوں کے حوالے دئے جا چکے ہیں، دیکھتے تب تبلیغی تحریک کی ابتداء جس ۹۴ کہ تبلیغ کرنا، نبیوں کا کام تھا، انبیائے کرام ہی کام لیکر آتے تو نتیجہ یہ نکلا کہ کلمہ بھی تبلیغ کرتی ہے، افسوس کی بات ہے، یہ کتنی جہالت اور کتنا بڑا مکہ و فریب ہے، بیوقوفی کی بات ہے۔

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کے دل میں شعائر اسلام کا ذرہ برابر احساس نہیں ورنہ یہ لفظ برگزیدہ بولتے اور نہ لکھتے۔

حضرات! یہ میں نے مختصر عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اعلیٰ دین بن جاویں گے، حیرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ:

تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان پاخانہ پیشاب ہے

جیسا کہ جماعت کی گستاخی اور بے باکی کا نتیجہ کہ بندہ کو خالق تک مان لیا، تو اللہ
اہل اسلام خود سوجھ سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت کا مفہوم کیا بنتا ہے، حالانکہ اسی
کتاب کے ص ۴۸ پر صاف لکھا ہے :
"اللہ کا غیبیہ کچھ نہیں کر سکتا"

عقیدہ نمبر

انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے

تبلیغی تحریک کی ابتداء ص ۴۹ میں ہے :
"اللہ نے صفات تقسیم کیں اور اللہ ہی ان کو استعمال
کر رہے ہیں"

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت کا ! معاذ اللہ ! حضرات ! ادنیٰ پڑھا ہوا
بھی جانتا ہے کہ انسان کے اندر دو قسم کے صفات پائے جاتے ہیں، صفات
محمودہ اور صفات مذمومہ، صفات محمودہ ہر نیک کام والی صفتیں اور صفات
مذمومہ ہر بُرے کام والی صفتیں جیسے زنا، چوری، قتل و غارت اور شراب نوشی
وغیرہ۔

معاذ اللہ ! کیا اللہ تعالیٰ بندہ سے زنا وغیرہ کا عمل خود کرتا ہے جبکہ
استعمال کے لفظ میں س، ت برائے طلب ہیں یہ باب استفعال ہے جس کا معنی ہوگا
عال بنا، کام پر لگانا، لغات المفید میں ہے :
"الاستعمال : کام پر لگانا"

تو ان کے اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہرے کام اللہ ہی کرتا ہے معاذ
اللہ ! کتنا بڑا اور بڑا ایک جملہ ہے ذات خدا پر ! خدا ایسے عقائد سے پناہ دے۔

تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک ص ۴۰ پر لکھا ہے :

"حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو انتخاب فرمایا
اور اللہ نے ہی مولانا پر ایسے اصول و طریقے منکشف فرمائے جو اس
زمانے کی بے دینی اور گمراہی کا علاج بن سکے"

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ ان کے نزدیک یہ زمانہ بے دین اور گمراہ
لوگوں پر مشتمل ہے کیوں ؟ اور اسی سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے
جن کو تبلیغ کرتے ہیں، صرف اور صرف بے دین سمجھ کر کرتے ہیں، اسی لئے تو
سب کو گمراہ اور بے دین قرار دے دیا۔

ذرا آگے چلیئے، ایک اہم دینی دعوت، ص ۲۵، سطر ۳ پر ہے :

"مسلمانوں کا عمومی مرض بے حسی اور بے طلبی ہے، لوگوں

نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے اس لئے

ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہو گئے، حالانکہ

مصرے سے ایمان پیدا کرنے کی ہی ضرورت باقی ہے"

یہاں میرے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ خود سوچیں کہ تبلیغی جماعت
سب مسلمانوں کو کیا سمجھتی ہے اور میرا سمجھنا بھی صرف غیرت مندوں کے لئے ہے
اور جن کی غیرت کا جنازہ مکمل چمکا ہے، ان کے لئے نہیں، وہ اسے بھی یونہی
کہیں گے کہ انوری نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔

عام منتی تو کیا نبیاء علیہم السلام کو بھی معلوم نہیں، پسج ہے سے

آنحاج کہ جلتے نیست تو آنحاج سیدہ

آنرا کہ کس ندید تو آنرا بدید

یعنی اسے آقا! آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ کا تصور تک نہیں اور آپ نے اس ذات پاک کا دیدار فرمایا جسے کسی نے نہ دیکھا،

اس وحی کے درجہ پر تو وہی فائز المرام ہو سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے وہاں تک پہنچنے کی استعداد رکھی ہو کیونکہ ذات خداوندی انتہائی تقدس والی ہے اور ماؤشما انتہائی تنہا اور کدورت میں ملوث ہیں، تو جہلا ہم شان معراجی پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں!

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سے

پہنچے نا اوجی کے جو چپکے دلی کے باغ میں

بیل سدرہ تک انکی ٹوسے بھی محرم نہیں

اس لئے کہ :

بَلَّغْ لِي مَقَامَ لَمْ يَبْلُغْ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ

”یعنی آپ ایسے مقام تک پہنچے جہاں مخلوق میں سے کوئی

نہیں پہنچا۔“

میرے پیارے بھائیو! پسج تو یہ ہے کہ یہ جماعت یا اس کے بانی ایسا صاحب یا اس کے مہنوا وہم عقیدہ لوگوں نے جب بھی پیش قدمی کی ہے ادھر ادھر نہیں رُکے بلکہ عین منصب انبیاء تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے لوگوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھولا ہے۔

ایسا خاص انبیاء کی مثل

ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۵۰ میں ہے :

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ

لِلنَّاسِ الْآئِيَةِ کی تفسیر خواہ میں یہ القارہونی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام

کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو“ (نور باللہ)

دیکھ لیجئے یہاں صاف کہ گئے کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے یہ القارہ ہوا کہ تم کو نبیوں کی مثل بنا کر بھیجا ہے۔ کس قدر گستاخی ان لوگوں کے دلوں میں موجود ہے کہ برابر ہی بھی سمجھتی ہے تو انبیاء سے!

اگر آپ کہیں کہ اس میں کیا گستاخی ہے؟

تو عرض ہے کہ مثل کا معنی ہے ”مانند“ اور ”مثل“ بکسریم مساوی در جمیع صفات را گویند، یعنی کسریم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں

برابر ہونے والا، (نعمیات اللغات، ص ۳۹۹)

اس سے یہ پتہ چلا کہ جو کسی کی مثلیت کا دعویٰ رہو وہ اس کے تمام صفات میں اس کے برابر ہوگا نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی کا مثل ہوگا اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دعوے میں اگر نبوت کے منصب کی برابری کا دعوے کر کے ان کی مثل ہو جائے اور جو

فکرت

مثل بنادو حال سے خالی نہیں، یا تو ایک شخص غیر نبی نبی کی مثل بنتا ہے یا

وہ نبی کی مثل بنتا ہے۔

اگر یہ نبی کی مثل بننا ہے تو مطلب یہ ہے کہ یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ سراسر کفر ہے، اور اگر نبی کو اپنی مثل کہتا ہے تو وہ نبی کو اپنے مرتبہ نبوت سے گھٹانے کا قصد کرتا ہے اور نبی کی عصمت و منصب کو ختم کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو نبی کے مقام و مرتبہ میں فرق کرتا یا تنقیض کرتا ہے، وہ بھی کافر ہے کیونکہ تنقیض کفار ہی کا پیشہ ہے، مولانا روم فرماتے ہیں :-

ہم سری بانہ یار برداشتند

اولیاء را همچو خود پنداشتند

”یعنی انبیاء کرام کے ساتھ ہم سری کا دعویٰ کرتے ہیں اور

اولیاء کرام کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔“

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ہیں :

۱- لَسْتُ كَا حَدٍ مِّنْكُمْ

”یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں“

۲- اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ

”یعنی میں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں“

۳- اِنِّیْ لَسْتُ بِمِثْلِكُمْ

”یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں“

۴- اَیُّكُمْ مِثْلِیْ

”تم میں میری مثل کون ہے؟“

ان ارشادات کا خطاب صحابہ کرام کو تھا، اور جب صحابہ کرام حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہ بنے تو ہماری حیثیت ہی کیا ہے؟

کتابی علم پر غلطی ہے

دیکھئے ایک اہم دینی دعوت، ص ۸۷، ۸۸ میں ہے :

”کتابوں اور فلمی تصنیفوں سے پورا نفع ----- حاصل

نہیں ہو سکتا ----- لیکن غلطی یہ ہوئی کہ کتابوں ہی کو علم دین

کے حصول کے لئے کافی سمجھا جانے لگا ----- صحیح ہے کہ

معلم کا اثر متعلم پر پڑتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ کتابوں کے جامد نقوش

سے جمود پیدا ہو گا۔“

تبلیغی جماعت کتابی علوم کی کس قدر دشمن ہے، یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں

اور اس ساری کوشش کا مقصد صرف یہی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو جاہل رکھا جائے

اور اگر یہ صاحب علم ہو گئے تو ہمارے ڈھول کا پول کھل جائے گا اور یہ ہماری

باتیں ماننے کو تیار نہیں ہوگا کیونکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو طبیعت چاہے وہ

ہمارے نزدیک صحیح علم ہے۔

ان کا مقصد یہ ہے کہ کتابوں سے ہمارے عقائد بڑھ کر ہمارے

دھوکے میں کوئی نہ پھنسے گا اس لئے انہوں نے مدرسوں اور کتابی علوم کی غیبت

ہی کو ان کے دل سے نکال دیا جائے تاکہ :

نہ ہے بانس نہ بجے بانسری

اور اندھا دھند لوگ ہمارے پیچھے لگے رہیں اور یہ لوگ اپنی من مانی کرتے رہیں

اور کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہو۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم)

دل میں ڈال دی گئی ہے۔

نیز دیکھئے مغیرادو، ص ۱۱۶۶، مفردات امام راغب اصفہانی مصری،
ص ۴۶۹ میں ہے :

يُقَالُ لَقِيَّ فُلَانٌ خَيْرًا وَشَرًّا

اور مینابی، مطبع نول کشور، ص ۲، حاشیہ ۳ میں ہے :

أَلَا لَهَا مٌ فِي الْفَقْرِ الْقَائِدِ الشَّيْءُ فِي الْقَلْبِ
سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا أَوْ شَرًّا۔

”یعنی لغت میں الہام کا معنی کسی چیز کا دل میں ڈال دینا ہے
اچھی چیز ہو یا بُری۔“

یہ ہے القادر کی حقیقت، جسے الیاس صاحب کہتے ہیں کہ مجھ پر القادر
ہوتا ہے اور میری جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں۔

اب آئیے دیکھیں کہ الیاس صاحب نے جو یہ کہا کہ میں نے سلسلہ درس
چھوڑ دیا اور میرا دل اس کام سے ہٹ گیا، اور ذکر و فکر اور بندگانِ خدا پر جو کیفیت
کا ورد ہوتا اور اللہ اللہ میں ان کا رجوع زیادہ دیکھا تو یہ بھی ترک کر دیا (خدا ہے
یہ سب کام الہام کی بنیاد ہی کیا ہوگا) تو اب ناظرین فیصلہ فرمائیں گے کہ الیاس
صاحب کی یہ سوچ شیطانی ہوئی یا رحمانی ؟

اب ذرا یہ بھی دیکھتے چلیں کہ جن کاموں کو اس نے خیر سمجھ کر چھوڑ دیا ہے
خدا و رسول کی بارگاہ میں ان کا کیا مقام ہے۔

دیکھئے مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶، مظاہر حق ج ۱، ص ۱۰۱، دارمی شریف

ص ۳۹ پر یہ حدیث درج ہے :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَسَمٍ وَأَنَّ تَمَسُّوْلَ اللَّهِ صَلَی

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّيْ سَجَلَسَيْنِ فِي مَسْجِدِهِ
فَقَالَ كَلَاهُمَا عَلَى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنَ
صَاحِبِهِ أَمَّا هُوَ لَمْ يَفْقِدْ عَوْنَ اللَّهِ وَیَرْغَبُونَ
إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا
هُوَ لَمْ يَفْقِدْ فَيَتَعَلَّمُونَ الْفَقْرَ أَوِ الْعِلْمَ وَيَعْلَمُونَ
الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِسْمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ
سَجَلَسَ فِيهِمَا۔

”یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسجد پاک میں دو مجلسیں تھیں جن کے پاس سے آپ کا گزر
ہوا تو آپ نے فرمایا دونوں ہی اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل
ہیں تو ایک تو یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے اور اسی کی طرف رغبت
ہے اور (حصولِ مقصود کے اسی سے امیدوار ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ
کی ذات پر موقوف ہے) چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے
اور یہ دوسری جماعت ہے جو فقہ یا فرمایا علم سیکھتی اور ان پڑھ لوگوں
کو پڑھاتی ہے، تو یہ ان سے بہتر ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ بھیجا
گیا ہوں میں بطور معلم، پھر آپ انہیں میں بیٹھ گئے۔“

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ یہ دونوں گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
کس قدر پسندیدہ تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ الیاس صاحب نے ان کاموں سے ہٹ کر کن باتوں کا
ارتکاب کیا :

۱۔ اول یہ کہ اس نے حضور کے پسندیدہ گروہوں کے کاموں کو پسند نہیں کیا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور پاک کے طریقہ کے خلاف کیا جو یہ کہا کہ ”مجھ سے پڑھنے کے بعد وہ بھی عالم مولوی بن جائیں گے اور پھر کوئی مطلب کر گیا اور کوئی بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا۔“

ایکس صاحب نے طب اور علم دونوں سے بیزاری کا اظہار کیا، آئیے دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طب اور علم دین کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے :

الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۱۲ میں ہے :

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِقَمَّانَ قَالَ لَا بَيْنَ بَابِ نَحْيٍ عَلَيْكَ بِسُجَّالِئِ الْعُلَمَاءِ وَاسْمَعُ كَلَامَ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ لَيُنْجِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ (الحديث)

”حضرت ابی امامہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ”میرے عزیز بیٹے! تم پلازم ہے کہ علماء کی مجلس میں بیٹھو اور حکماء کا کلام سنو کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ فرماتا ہے“

نیز ارشاد ہے :

الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْأَدْيَانِ وَعِلْمُ الدُّنْيَا

”علم دو ہی ہیں، علم دین اور دوسرا علمِ ابدان (طب)“
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو علم پڑھنے، پڑھانے کو اچھا جانیں مگر البیاس صاحب اسے اچھا نہ سمجھیں، کتنا افسوس کا مقام ہے۔
اور آگے چلئے :

۱۔ اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِيغُ الْإِيمَانِ وَخُلَفَاءُ الْأَنْبِيَاءِ وَوَسَائِلُ شَيْخِي وَوَسَائِلُ الْأَنْبِيَاءِ۔
”علمائے زمین کے چراغ اور انبیاء کے خلیفے اور میرے اور دیگر انبیاء کے وارث ہیں“

۲۔ اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْعِبَادَةِ
”علم عبادت سے بہتر ہے“

۳۔ اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْإِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّينِ
”علم، اسلام کی جان اور ایمان کا ستون ہے“

۴۔ اَلْعِلْمُ دِينٌ وَالصَّلَاةُ دِينٌ فَإِنْ ظَنَرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ هَذَا وَكَيْفَ تُصَلُّونَ هَذِهِ الصَّلَاةُ فَإِنَّكُمْ لَتُسْأَلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(جامع صغیر، ج ۲، ص ۶۹)

۵۔ ”علم دین ہے اور نماز بھی دین ہے، پس خوب اچھی طرح دیکھ لو کہ اسے کس سے حاصل کر رہے ہو اور اس نماز کو کیسے پڑھ رہے ہو، کیونکہ قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے“

ان احادیث کی روشنی میں آپ حضرات اپنے دماغ پر زور دے کر سوچیں کہ علم پڑھانے والے ان علماء کا مقام کیا ہے جنہیں یہ البیاس صاحب نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں،

ان علم دین پڑھانے والوں کو ان خطابات سے نواز لیا گیا تھا :

- ۱۔ دوئے زمین کے چراغ
- ۲۔ انبیاء کے خلفاء
- ۳۔ انبیاء کے وارث
- ۴۔ اسلام کی جان

۵۔ ایمان کے ستون۔

نیز ان عاملوں کا علم غابروں کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا،
علم ہی کو دین بتایا گیا۔

اور اس علم کی روشنی میں پڑھی جانے والی نماز بھی دین کہی گئی،
ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوا کہ جس شخص سے دین اور نماز سیکھو اسے دیکھ بھی لو،
کیونکہ قیامت کے دن اس کی بھی پوچھ ہوگی، ایسا صاحب والی نماز پڑھو کیونکہ
ان کی نماز ان کے نزدیک اہمیت والی نہیں، کیونکہ وہ صاف کہہ گئے کہ:
”لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میری یہ تحریک تحریک صلوٰۃ ہے مگر
میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں“

اور ایسا صاحب کا مقصد ہے کیا؟ خود انہی سے سنئے:
”ایک نئی قوم پیدا کر فی ہے“

۱۔ دینی دعوت، ص ۲۳۴

ہدایت رسولوں کے بس کی بات نہیں

دیکھئے اصلاح انقلاب، ص ۳۲ پر لکھتے ہیں:

”کسی کو ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے، یہ رسولوں
کے بھی بس کی بات نہیں“

دیکھئے یہاں رسولوں، نبیوں کے ہادی ہونے کا صاف انکار کر گئے
حالانکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

”بے شک آپ ہدایت کا راستہ صواب بتاتے ہیں“

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

”آپ، ہر قوم کے ہادی ہیں“

دیکھئے اللہ تو فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہادی ہیں اور یہ کہتے
ہیں کہ رسول ہدایت نہیں دے سکتا، یہ قرآنی آیات کا انکار نہیں تو کیا ہے؟ نیز یہ لوگ
ایسا صاحب کو ہادی مانتے ہیں مگر رسول کلام کی ہدایت کا انکار کرتے ہیں یہ
رسولوں سے کتنا عناد ہے، العباد باللہ!

ایسا سی تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے

دیکھئے مولانا محمد ایسا اور ان کی دینی تحریک، ص ۲۸ پر ہے:

”اس کی تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے“

اس حوالہ سے بھی پتہ چلا کہ قرآن و حدیث سے اس تحریک کا کوئی تعلق

نہیں بلکہ وجدانیات پر دار و مدار ہے۔

وجدانیات جمع ہے وجدان کی اور وجدان کا معنی ہے ضمیر یعنی دل،
خوشی یا رنج کا جوش، نفس اور اس کی باطنی قوتیں، وجدانی ہر وہ شے جس کو انسان
اپنے نفس سے محسوس کرے، جو اس باطنی سے معلوم شدہ چیز۔

(منجد اردو، ص ۱۳۴۶)

نفس اور اس کی باطنی قوتیں، اندرونی احساس، انوار، وجدانی ہر وہ چیز
جس کو انسان اپنے نفس سے محسوس کرے۔ (الجماعۃ، ج ۵، ص ۴۰)۔
وجدان: اندرونی خیال، (فیروز اللغات، ص ۸۱۵)

اصول تبلیغ کسی کے حکم سے بنائے گئے

تبلیغی جماعت کی کتابوں میں جو اصول و عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ ایسا صاحب نے خود نہیں بنائے بلکہ کسی کے حکم سے بنائے گئے ہیں، دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۴۳ پر ہے :

”اس تبلیغ کے اصول میں نے خود اپنے ارادے اور فہم سے نہیں بنائے بلکہ مجھے عطا فرمائے گئے اور مجھے حکم ہوا کہ ان کے مطابق کام کرو“

اب آپ خود سوچیں کہ ایسا صاحب کو کس کا حکم ہوا اور یہ اصول اسے کس نے عطا کئے ؟

اگر کہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام لائے تھے یا بلا واسطہ ملے ؟ جبریل کے ذریعے سے کہیں تو یہ ناممکن ہے، اور اگر کہیں کہ بلا واسطہ ملے تو ہم کہیں گے کہ یہ کلیم مقوڑے تھے کہ ان سے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کلام فرما کر انہیں احکام دیے اور احکام بھی وہ جو عقل و نقل کے خلاف ہیں۔

ہاں ایک صورت باقی رہتی ہے جو اس نے بیان کر دی کہ مجھے اس کے اصول اور طریق تبلیغ خواب میں بتا دیے گئے، اب یہ تعین باقی ہے کہ خواب میں بتانے والا کون ہے ؟ تو وہ وہی ہو سکتا ہے جو

يُؤْتِي السَّوْمُسَ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ

کی صفت میں کمال اور یرطولی رکھتا ہے اور جس کی تمام تر نظر شفقت اس جماعت پر ہر وقت رہتی ہے۔

ایک داستان

تبلیغی جماعت کیا ہے، اس کا طریقہ واردات کیا ہے، کس مگر سے لینا کام چلدار ہی ہے اور لوگوں کو کس طرح بیوقوف بنائے ہوئے ہے، یہ ایک لمبی اور دلچسپ داستان ہے جسے واقعات کے عینی شاہد مولانا ارشد قادری بیان فرماتے ہیں :

”درمہ فیض العلوم حمید پور کی درس گاہ کھلے آسمان کے نیچے تھی، مانا اسٹیل کمپنی کے لئے حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب سے رابطہ قائم کرنا پڑا، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف نائب صدر وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے، انہوں نے میرے ایک مراسلہ کے جواب میں جملہ کاغذات کے ساتھ دہلی طلب کیا، میں احتیاطاً ان کے دئے ہوئے وقت سے ایک دن پہلے ہی دہلی پہنچ گیا۔

دل نیاز پیشہ نے اصرار کیا کہ پہلی شب کیوں نہ سرکار محبوب الہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں بسر کی جائے چنانچہ اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سیدھے بستی نظام الدین کے لئے چل پڑا۔ چار بجے شام کا وقت تھا اس سے اتر کر جیسے ہی میں بستی نظام الدین میں داخل ہوا مجھے کچھ فاصلے پر دو آدمی نظر آئے، وہ میری طرف ٹھٹھکی باندھے ہوئے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے، بالکل ایسے عکس ہو رہا تھا کہ وہ مجھے پہچانتے ہوں اور میرا انتظار کر رہے

ہوں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی ڈالھی اور پیشانی پر گھٹا دیکھ کر میں ہنکا ہنکارہ گیا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنی لمبی ڈالھی اور پیشانی کی سطح پر ایسا اُبھرا ہوا دانغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت تپاک سے میری طرف بڑھے اور میرا دستہ روک کر انتہائی محبت کے ساتھ کہنے لگے :

حضرت ! یہی ہے وہ تبلیغی جماعت کا مرکز، جہاں سے ساری دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے، زحمت نہ ہو تو ذرا دیر کے لئے اندر تشریف لے چلے، اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھئے کہ کس طرح دین زندہ ہو رہا ہے، مدت ہوئی دین کے ایک مخلص خادم نے یہاں اپنی روحانیت کا پودا لگایا تھا، وہ اب جوان ہو گیا ہے اور اس کی برکات سے ایک عالم فائدہ اٹھا رہا ہے، بس ایک نظارہ کر لیجئے کہ مرتجعاے ہوتے اسلام کو دین کے خادموں نے کیسا ترقی تازہ کر دیا ہے۔

میں خود بھی بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ موقع ملے تو کسی دن تبلیغی جماعت کے کاروبار کو قریب سے چل کر دیکھا جائے، منذ ماگئی مراد سمجھ کر میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔

صدر گیسٹ سے داخل ہونے ہوئے ایک بارہ دری میں ادھیڑ عمر کے کچھ لوگ پارہ غم پڑھ رہے تھے، ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے بتایا :

یہ علاقہ میوات کے نو مسلم لوگ ہیں، ان کے باپ دادا مسلم تھے، یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن کفر بہ اور شرک پر رسولوں میں یہ لوگ اس طرح ڈوبے ہوئے تھے کہ اسلام سے دور کا بھی گناہ نہیں

رہ گیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے پاک باطن رہنماؤں نے حکمت عملی اور نگہانار جدوجہد کے ذریعے ان کا پرانا مذہب تبدیل کر کے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا، اب یہ لوگ شب و روز مرکز میں رہ کر دین سیکھتے ہیں، جب یہ پکے ہو جائیں گے تو اپنا علاقہ خود سنبھال لیں گے۔

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ سالہا سال سے پارہ غم پڑھ رہے ہیں اور تبلیغی جماعت والوں نے اپنی دکان میں انہیں نونے کے مال کی طرح سجا کے رکھا ہے۔ باہر سے آنے والوں کو سب سے پہلے یہی مال دکھلایا جاتا ہے تاکہ دماغ پر پہلا پریشن اتنا زور دار ہو کہ ذہن مرعوب ہو کر رہ جائے۔

مختصری دیر کے بعد یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھے اور ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گئے اور کمرے کے لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا :

تبلیغی جماعت کے نہایت روشن دماغ اور تجربہ کار علماء ہیں دماغی تعلیم کے فن میں یہ لوگ عظیم مہارت رکھتے ہیں، خیالات کا دھارا موڑ کر دین کی طرف لگا دینا ان کا شب و روز کا مشغلہ ہے، آپ ان کے پاس مختصری دیر بیٹھئے، ان کی صحبت ذہن و فکر کی تسکین کے لئے اکیر ہے۔

یہ کہتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے اور غالباً پھر اپنی شکار گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے، ان کے جانے کے بعد ان تبلیغی مولویوں نے مجھے نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھلایا، انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھے راستے سے اُچک لیا گیا ہے، اپنے نہیں وہ بھی سمجھ رہے

تھے کہ میں اپنے وطن سے بالقصد یہیں کے لئے چلا ہوں۔

جب انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوں تو مجھے خیال آیا کہ تبلیغی جماعت کے اندرونی حالات سے واقف ہونے کے لئے جو ایک ذریعہ موقع ہا تھا آگیا ہے، اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے ان سے کہا کہ میں جمشید پور سے آ رہا ہوں وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری بات حضرت جی سے کہنی ہے۔ اس وقت حضرت جی کے منصب پر مولوی محمد یوسف فائز تھے۔ انہوں نے ہزار معلوم کرنا چاہا کہ وہ کونسی بات ہے لیکن میں نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ حضرت جی ہی سے کہوں گا۔

جب وہ میری طرف سے بالکس ہو گئے تو انہوں نے بنایا کہ حضرت جی تبلیغ کے لئے شہر کو گئے ہوئے ہیں، وہ اپنی تبلیغی مہم سے کافی رات گئے لوٹیں گے، اب نماز فجر کے بعد ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی۔

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور محو طری دیگر بعد موقع پا کر چھپکے سے درگاہ شریف کی طرف نکل گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری رات محبوب الہی کی چوکھٹ پر لیسر ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جب میں پارلیمنٹ جانے کے لئے درگاہ شریف سے واپس لوٹا تو پھر مجھے راستے میں وہ دونوں شکاری مل گئے، دوسری سے انہوں نے مجھے آواز دی، جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے خوشخبری سنانے والے کے انداز میں خبر دی، مولوی صاحب تم کہاں

چلے گئے تھے؟ حقیقت یہی صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں، چلو جلدی چلو! جیسے ہی میں ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا، پہلے دن والے مولوی صاحبان مجھے مل گئے، انہوں نے دیکھتے ہی کہا مولوی صاحب! تم کل شام چپکے سے اٹھ کر کہاں چلے گئے تھے ہم لوگ تمہاری تلاش میں بہت پریشان ہوئے۔

میں نے جواب دیا، درگاہ شریف چلا گیا تھا وہیں رات گزاری، یہ سننے ہی اپنے پھرے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا، تم رات بھر اس بدعت خانے میں کیا کرتے رہے؟ کیا تم جماعت میں ابھی نئے نئے شامل ہوئے ہو؟ کہیں آنے جانے کے لئے کم از کم ہم لوگوں سے تو لپچھ لینا چاہئے تھا! یہ دہلی ہے، یہاں تو ایک سے ایک تماشا ہے لیکن دین کی راہ میں نکلنے والے تماشے کے لئے تھوڑے ہی آتے ہیں، یہاں آنے کے بعد بھی اگر جائز و ناجائز کا فرق نہیں ملحوظ رکھا گیا تو یہاں آنا کس کام کا؟

میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا، یونہی ذرا دیکھنے چلا گیا تھا کہ وہاں کیا ہوتا ہے، اور باقی سب خیریت ہے۔

اس پر ایک صاحب نے مزہ بگاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا غیر اتنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ مجھے حضرت جی کے دیوان خانے میں لے کر چلے گئے۔

حضرت جی اس وقت اپنی فوج کے کمانڈر ول کو کییک ہم کر رہے تھے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا کہ یہ

کوئی صاحب ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ایک مولوی صاحب نے
مترجمہ کا جواب دیا: حقیقت ایسی مولوی جمشید پور سے آئے ہوئے
ہیں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی ضروری بات حضورِ والا سے
کہنا چاہتے ہیں!

اتنا سن کر حضرت جی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے
دہریافت کیا کہ کیا کہنا ہے؟ میں نے گلا صاف کر کے جمشید پور کی
تبلیغی جماعت کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں شروع شروع
میں تبلیغی جماعت کا بہت اچھا اثر قائم ہو گیا تھا، عام لوگ اسکی سرگرمیوں
سے بہت متاثر تھے اور اس کی طرف سے حسن ظن رکھتے تھے لیکن
جب سے کچھ تبلیغی کارکنوں نے میلاد و قیام اور علم غیب جیسے اختلافی
مسائل میں اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا، اس وقت سے بہت سے
لوگ تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی مسجدوں
میں تبلیغ کا کام بند ہو گیا ہے۔

ابھی میں اتنا کہہ ہی پایا تھا کہ حضرت کے چہرے کا رنگ سرخ
ہو گیا وہ فرط غضب میں اپنے زانوں پر ہاتھ مار رہے تھے چیخ پڑے
اور اپنے تئیں تبلیغی جماعت کا ناجزبہ کار کارکن سمجھ کر مجھے ڈالنا شروع
کیا، جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہہ دیا کہ
وہ تبلیغ کریں، یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں میں
نے کسی سے بھی نہ کہا کہ تم میلاد و فاتحہ چھوڑ دو حالانکہ جاننے کی حد تک
سب جانتے ہیں کہ میرا عقیدہ مسلک وہی ہے جو اکابرِ دیوبند کا ہے
لیکن میں نے ابھی طرح تجزیہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براہِ راست

روکنے کی بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے
تبلیغی گشت اور مرکز میں چلے گزارنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے
علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقع فراہم کیا جائے
یہاں کے ماحول میں ذہن مہل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں
کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں
کہ وہ مسروں کو راست پر لانے کی کوششیں کرتے ہیں۔

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا:
”مولوی صاحب! آپ ابھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک میں
اقلیت کی شکل میں ہیں جبکہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان
خیالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی
چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ہمسکے سے کام لیں، آخر مگر
بھی تو کوئی چیز ہے، کفر و شرک سے پھرنے کے لئے مگر سے کام
لینا قطعاً کوئی گناہ نہیں ہے، حق پرستی کے جوش میں اگر اگر ہم
تقویتِ الایمان اور ہستی زلیور کے عقاید پر ملاحظہ بیان کر دیں تو لوگ
ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں، اس لئے میں تمام کارکنوں کو
سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ ہمسکے سے کام لیں
یعنی مصلحت کا تقاضا ہو تو میلاد و قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش
آجائے تو اپنے علماء کو برا بھلا بھی کہہ دیں، جیسے بھی ہوان کے ساتھ
لگے رہیں، انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں بھرا لیں، کبھی نہ کبھی
ان میں سے لوگ لوٹ کر آہی جائیں گے۔

مولوی صاحب! دیکھو یہاں مجھے بیس سال ہو گئے ہیں

اور تبلیغ کا کام اسی طرح سرانجام دے رہا ہوں، اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی میں نے ہوا بھی نہیں لگنے دی، بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگانا رچتوں اور اجتماعات کے ذریعے اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی، کسی کو دیوبند لے جا کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کیا دیا، کسی کو حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا، جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو، یہ تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی تھے اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے ذریعہ خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک کہ جن شرکیہ رموز کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہنے چھوڑ دیا، تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پالیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت جی اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایت قلم بند کر دیں تو آپ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی، اس درخواست پر حضرت جی نے تیسرے بدل کر کہا، پھر تم نے غلط سوال کیا ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے، قلم استعمال نہیں کیا جاسکتا، بجز اس کے کہ طلبوں اور کارکنوں کے خطوط کے جوابات دے دئے جاتے ہیں تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے، یہ بتانے کی ضرورت

نہیں ہے لیکن کھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے پاس نہیں پاؤ گے۔

حضرت جی یہ کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں بانہر گل آیا۔

ایک دردناک خلش

اس وقت میرا دل مسوس کے رہ گیا کہ کاش میرے پاس ٹیپ کیا ہوتا اور میں حضرت جی کی آواز کو اس میں قید کر لیتا تو آج مجھے تبلیغی جماعت کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی، صرف ۲۰۰ کافیتہ سارے زمانے کو اس صدی کے سب سے بڑے مرکز ”دہل و فریب“ سے واقف کر دیتا، آج حضرت جی کے مذکورہ بالا ارشادات پر سوائے خداوند ذوالجلال کے اور کوئی میرے پاس گواہ نہیں ہے، فرشتوں کا ایک نوشتہ ضرور ہے لیکن افسوس کہ وہ اس میدان میں کھلے گا جہاں تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کسی وکیل کی ضرورت ہی آتی نہیں رہے گی۔

جو لوگ میری اس خود نوشت ”آپ بیتی“ پر اعتماد کر سکیں ان سے عرض کروں گا کہ تبلیغی جماعت کی تصحیح و تعبیر کے لئے اب وہ خود ہی مست میں کوئی مناسب لفظ تلاش کر لیں، کافی غور و غوض کے

بعد بھی مجھ تک کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو ریسری اور رہزنی دونوں
مضموم کو ایک ساتھ داکر سکنا ہو۔

اس طرح اگر کسی کہنا ہے کہ اس کے لئے ”دو غلا“ کا لفظ موجود ہے جو زبان
میں کی لغت میں ہی ملے گا جہاں سے ان کی ابتداء ہوئی۔

تبلیغی جماعت جو تحریف یا توہین میواتیوں کی ہے

کی ہے اس کے دونوں رخ بالعموم جمیع اہل اسلام اور بالخصوص دانشوران
میوات کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ لغوی اور تنقیصی الفاظ
میں تو ادنیٰ درجہ کا احتاس انسان بھی امتیاز کر سکتا ہے، بعد
میں فیصلہ آپ حضرات نے یہ کرنا ہو گا کہ کیا کوئی شخص مسلمان کے لئے
ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ اور کیا اس برائی اور توہین سے اوپر بھی
کوئی برائی ہو سکتی ہے؟

اگر نہیں تو کیا کوئی غیرت مند و صاحب دانش اپنے یا اپنے خاندان
اور پوری قوم کے متعلق اسے گوارا کر سکتا ہے؟

اور جبکہ متعدد کتب چھپ چکی ہیں اور دھڑا دھڑان کی اشاعت
ہو رہی ہے اور پھر پاکستان جیسی خداداد مملکت سے غیر محاکم تک وہ
کتا ہیں پہنچ رہی ہیں، مجھے حیرت ہے کہ دانشوران میوات کے بڑے
بڑے فصیح و بلیغ اہل قلم علماء، اولیاء، وکلاء، طلباء اور بڑے بڑے اہم
علمی و قانونی عمائد پر فائز المرام فرزندان میوات اور قوم کے مایہ ناز زیرک
دانا چوہدری و ذلیلاران و پیش صاحبان جو اہم عظیم، پیچیدہ امور کو بڑی بڑی
پنچايتوں میں اپنی خداداد قابلیت سے دو لفظوں میں گھسی کی طرح
سلجھا دیتے اور ہزاروں افراد کو مطمئن کر دیتے وہ اس معاملہ میں آج تک

کیوں سکوت پذیر رہے؟

بس یہ میری حیرت ہی قلم اٹھانے اور تبلیغی جماعت کے دلفریب
لقاب کو اٹھانے کا باعث ہے جس سے قوم کو بیدار اور تمام اہل
اسلام کو خبردار اور تبلیغی جماعت کی پیار بھری تحکیکوں کے سہارے
زندگی بسر کرنے والے غافلوں کو جھجھوڑنا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے
کہ ہمارے صدر مملکت چھپ مارشل لارڈ اینڈ سٹریٹرز جناب جنرل ضیاء الحق
صاحب نے ہمارے ملک میں اسلامی آئین نافذ کرنے کا اعلان کر دیا
ہے اب تبلیغی جماعت کی خرافات والی زبان عنقریب بند ہو جائیگی۔

حصہ دوم

اقوم سیوات کا تبلیغی عہد میں مقام اور تبلیغی عہد
کے قوم سیوات پر ظلم کفر کی خوشچال داستان

تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ

- ۱- میواتی، گوبر کو پوجتے تھے۔ ۱۱- سرکش قوم
- ۲- میواتی، مشرکوں سے بھی بُرے ۱۲- میواتی اسلام سے واقف نہیں
ہیں۔ ۱۳- بے دین
- ۳- میوات جانے سے ایساں کا ۱۴- چور
- ۴- دل ناپاک ہو جاتا تھا۔ ۱۵- راہزن
- ۴- جرائم پیشہ قوم۔ ۱۶- غارت گر
- ۵- مشرک کا عقائد والے۔ ۱۷- نوزائیدہ بچوں کے قاتل
- ۶- تمام میواتیوں کے ہر قبیلہ کا علیحدہ ۱۸- سود خوار
- ۷- (اللہ القبیلہ) معبود ہوتا تھا۔ ۱۹- شرابی
- ۷- میوات کے چوہدری تھائی تھے ۲۰- مجرم
- ۸- شورہ پشت میواتی یعنی نافرمان ۲۱- فسادی
- ۹- حقیر ۲۲- بد اخلاق
- ۱۰- ذلیل ۲۳- بدعتی

- ۲۴۔ مورتیوں کو پوجنے والے کو نئے تک الیاس ہی تے دین پھیلا یا۔
 ۲۵۔ سروں پر چوٹیاں رکھنے والے ۴۲۔ مشرکانہ شادیاں کرنے والے۔
 ۲۶۔ بدوؤں کی مانند ۴۳۔ کانوں میں مڑکیاں ڈالنے والے۔
 ۲۷۔ ناپاک جذبات والے ۴۴۔ ہاتھوں میں کڑے ڈالنے والے۔
 ۲۸۔ فاسق ۴۵۔ ہندوؤں کے تیرہ بار منایا والے۔
 ۲۹۔ فاجر ۴۶۔ دیوی، دیوتا کے نام پر قربانی چڑھانے والے۔
 ۳۰۔ مرد، عورت نیم نگے کھومتے ۴۷۔ سیدالار مسعود غازی کا جھنڈا پوجتے تھے۔
 ۳۱۔ توہم پرست ۴۸۔ نماز پڑھنے والے کلمہ و عورت سب تماشا دیکھتے تھے۔
 ۳۲۔ تمام فتنوں کی جڑ ۴۹۔ میواتیوں کی عبادت گاہیں بندوبست جیسی تھیں۔
 ۳۳۔ تمام خرابیوں کا سرچشمہ ۵۰۔ ڈاکو۔
 ۳۴۔ ہر فتنہ کی کچی ۵۱۔ قاتل ہونا میواتی قوم کا قومی خاصہ تھا۔
 ۳۵۔ تمام میو عامی ۵۲۔ کافرانہ زندگی گزارنے والے۔
 ۳۶۔ تمام تر جابل ۵۳۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔
 ۳۷۔ نشئی ۵۴۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔
 ۳۸۔ ضعیف الاعتقاد ۵۵۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔
 ۳۹۔ جہالت والے ۵۶۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔
 ۴۰۔ غافل ۵۷۔ میوات کے ایک کونے سے دوسرے۔

یہ مختصر خاکہ ہے ان الزامات و نقائص کا جو تبلیغی جماعت، میواتی غیور قوم میں ثابت کرتی ہے، اب ان الزامات کو انہی کی کتابوں سے باحوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

میواتی قوم کی توہین

- ۱۔ (میواتی قوم) ہولی، دیوالی مناتے ہیں۔
 ۲۔ لڑکیوں کو نکڑ نہیں ملتا۔
 ۳۔ ایک گوت میں شادی نہیں کرتے۔
 ۴۔ ہندوؤں نام رکھتے ہیں۔
 ۵۔ وہ تمام تر جابل اور غیر تعلیم یافتہ ہیں۔
 ۶۔ ان میں محرک اور نشہ آور پھیزوں کے استعمال کا بھی رواج ہے۔
 ۷۔ بہت ضعیف الاعتقاد۔
 ۸۔ توہم پرست۔
 ۹۔ شگون بہت لیتے ہیں۔
 ۱۰۔ مردوں، عورتوں کا لباس ہندوؤں کا ہے۔
 ۱۱۔ نوزائیدہ بچوں کے مار ڈالنے کی بھی رسم (یعنی میواتی بچہ کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے، ان میں یہ رسم بھی ہے)۔
 ۱۲۔ غارت گری۔
 ۱۳۔ رابرنی ان کا پیشہ۔
 ۱۴۔ جانور اڑا کر اور گائے بیل کھول کر لے جانے میں اب بھی وہ بہت مشہور ہیں۔

ہے؟۔۔۔۔۔ میں نے کہا جاؤ تم لوگوں سے یہی کہو کہ دیکھو
میری یہ عمر ہو گئی ہے اور۔۔۔۔۔ مجھے اب تک کلمہ نہیں آتا۔
(کتاب مذکور ص ۱۶۷)

۳۵۔ مہوقم، قدیم بدوؤں کی طرح ایک جاہل، اجڑ قوم اسلام سے دور،
(دینی تحریک ص ۵)

۳۶۔ ان (میواتیوں) کے سروں پر چوٹیاں ہوتیں۔

۳۷۔ ان کے ہاں مورتیاں پوجی جاتیں۔

۳۸۔ وہ ہندوؤں کے تیوہار مناتے۔

۳۹۔ دیوی دیوتاؤں کے نام پر قربانی چڑھاتے۔

۴۰۔ شب برات میں ان کے یہاں سید سالار مسعود غازی کا چھنڈا
۔۔۔۔۔ پوجا جاتا تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۸)

۴۱۔ نماز کی صورت سے وہ اس قدر نا آشنا تھے کہ جسے نماز پڑھتے
ہوئے دیکھتے، ایک تماشہ کے طور پر مرد اور عورتیں سب اس
کے گرد جمع ہو جاتے۔

(کتاب مذکور ص ۷، اصلاح انقلاب ص ۶)

۴۲۔ ان کی تہذیب کا یہ عالم تھا کہ مرد و عورت سب نیم ننگے گھومتے تھے
(دینی تحریک ص ۷)

۴۳۔ میوات میں جانے سے الیکس صاحب کا دل پلید ہو جاتا، دیکھئے
ملفوظات ص ۷۷ :

"فرمایا جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو۔۔۔۔۔ عمومی اختلاط
سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک۔۔۔۔۔

اس کو غسل نہ دوں۔۔۔۔۔ قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔
(تبیینی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۲۸ تا ۲۹)
۴۴۔ (میواتی) پہلے گورہ تک کو پوجتے تھے۔

(ملفوظات ص ۱۴۶، دینی تحریک ص ۵۷)

۴۵۔ (میواتی) اگلے مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے (کتاب مذکور)

۴۶۔ وہ گرے ہوئے لوگ (کتاب مذکور)

۴۷۔ شکستہ حال میواتی جو یہاں پڑے رہتے ہیں (کتاب مذکور ص ۱۲)

۴۸۔ بے تربیتی اور جہالت کی وجہ سے غارت گری، کشت و خون اور
رہزنی اس کے قومی خصائص میں داخل ہو گئی۔

(ایک اہم دینی دعوت ص ۵)

۴۹۔ جرائم پیشہ قوم۔ (کتاب مذکور ص ۵)

۵۰۔ مشرکانہ عقائد و اعمال اور ہندوانہ رسوم و عادات زندگی جز
بن گئے تھے۔ (کتاب مذکور ص ۵)

۵۱۔ میواتیوں کے ہر قبیلہ کا ایک روحانی محافظ و نگران تھا جسے
(اللہ القبیلہ) کہتے تھے (یعنی ہر قبیلہ کا خدا معبود)

(کتاب مذکور ص ۵۲)

۵۲۔ صرف میوات ہی۔۔۔۔۔ ہے کہ جہاں اسلام سے بھی لوگ
واقف نہیں تھے۔ (تبیینی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۶)

۵۳۔ (میواتی) قوم (دینی تحریک ص ۹)

۵۴۔ ایک جاہل میواتی (ص ۱۱)

۵۵۔ (میواتی) چوروں اور ڈاکوؤں کی بستی سے آنے والے لڑکے

پڑھنے کے بعد خود بھی چور اور ڈاکو بن گئے۔ (دینی تحریک ص ۵۵)
۵۶۔ میوات میں شراب کا دور دورہ تھا خصوصاً پڑے لوگوں اور قوم کے
چودھروں کے لئے شراب ضروری سمجھی جاتی تھی۔

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص ۱۲)
۵۷۔ شور و نشیبت میواتی یعنی تافران میواتی

(سوانح حضرت جی محمد یوسف ص ۱۳)

۵۸۔ میوہ خیر و ذلیل۔ (اصلاح انقلاب ص ۴۸)

”میوہ قوم کے فساد خیر و ذلیل تھے“

۵۹۔ میوہ قوم بد اخلاق۔ راہزن اور ڈاکو تھی :

”میوہ قوم راہزنی، غارت گردی اور بد اخلاقی کے لئے

ضرب المثل تھی۔“

(اصلاح انقلاب ص ۱۴)

۶۰۔ الیاس میواتیوں کی زبان کو بھی بدلتا چاہتا تھا۔

(دینی دعوت ص ۲۳)

۶۱۔ میوہوں کی عبادت کی دہی ہی جگہیں بنی ہوئی ہیں جیسی ان کے ہمسایہ

ہندوؤں کے یہاں ہوتی ہیں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۸)

آپ کو معلوم ہے کہ جو کسی کو بُرا کہے اس میں جاہلیت ہے، دیکھئے

بخاری شریف ج ۲ ص ۸۹۴ میں ہے کہ حضرت ابوذر نے حضرت بلال رضی اللہ

عنہما کو لونڈی کا بیٹا کہہ دیا کیونکہ ان کی والدہ غمی تھیں، عربی نہیں تھیں، جب یہ

بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تو نے ایسے ایسے

کہا ہے تو انہوں نے تسلیم کر لیا، آپ نے فرمایا :

إِنَّكَ أَمْرٌ وَفِيكَ جَاهِلِيَّةٌ

”بلاشبک تو ایسا آدمی ہے کہ جس کے اندر جاہلیت کی بو ہے۔“

اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا، (دیکھئے

فیض الباری ج ۲ ص ۱۹، اور بخاری ج ۲ ص ۸۹۴ حاشیہ ص ۱)

اور جو کسی کو فسق وغیرہ سے متهم کرے وہ خود ویسا ہے، اور جو مسلمان

کو ایسی گالیاں دے جیسے تبلیغی جماعت نے دی ہیں تو وہ گالیاں دینے

والے کی طرف لوٹ جائیں گی۔

بخاری شریف ج ۲ ص ۸۹۴ میں ہے :

سَيَابُ السُّلَيْبِ فَسُوقٌ

”یعنی مسلمان کو گالیاں دینا فسق ہے۔“

نیز دیکھئے صفحہ مذکورہ :

لَا يَسْرُحُنِي سِرَّ جَلَّ سِرَّ جَلَّ بَانَفْسُوقٍ وَلَا يَزْمِينِي

بِإِنَّكَ كُفْرًا إِلَّا سَمِعْتُكَ عَلَيَّ إِنَّ كَيْدَ كَيْدٍ

صَاحِبِ كَذَلِكَ۔

”یعنی جو کسی کو فاسق و کافر کہے گا، اگر وہ ایسا نہ ہو تو یہ

فسق و کفر کہنے والے کی طرف لوٹیں گے وہ فاسق و کافر

ہو جائے گا۔“

اب تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کی برائی کی ہے، جو میں نے باحوالہ

ذکر کی ہیں، تبلیغی جماعت کی کتابوں کے صفحے تک ذکر کر دئے ہیں اور یہ تو میں نے

مختصر نمونہ کے طور پر تبلیغی جماعت کے خرافات پیش کئے ہیں، اگر تفصیلاً پیش کروں

تو اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں، اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اس سے تو باتنا مقصود ہے کہ یہ قوم میوہو یا دیگر جمیع اہل اسلام اس تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی بھی مسلمان نہیں، اور تاکہ دوسرے مسلمان تبلیغی جماعت کی کتابوں سے میواتیوں کی برائی کو پڑھ کر تبلیغی جماعت نے انہیں مشرک، بت پرست، غافل، قائل وغیرہ بتایا ہے اس سے اندازہ لگالیں کہ یہ میواتی لوگ صحیح راہ عقیدہ مسلمان ہیں لیکن تبلیغی جماعت نے دوسرے مسلمان کو معاف نہیں کیا تو ان بے چارے سادہ لوح زمیندار بردبار لوگوں کے متعلق بھی اسی طرح بے بنیاد باتیں گھڑی ہیں، اور تاکہ اہل اسلام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر لوگوں کے دلوں میں جو یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ تبلیغی جماعت کسی کو برا نہیں کہتی، ان کو یہ اندازہ ہو جائے کہ کسی کو برا نہیں کہتی یا کسی کو معاف ہی نہیں کرتی اور یہ باتیں جو میواتیوں کے متعلق کہی گئی ہیں یہ کیسا عظیم فتنہ برپا کرنے اور اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے غیظ و غضب میں مبتلا کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ چیزیں بہر نوع و بہر صورت رہیں گی تو برائی ہی۔ اور ایک مسلمان کی ایسی توہین کرنی کیا جائز ہے؟

میں عوام و اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں۔ اب اگر تبلیغی جماعت یا کوئی اس کا شیعہ یا یہ کہے کہ یہ باتیں میواتیوں میں ضرور پھیلیں تو گویا اس نے ان کو قطعاً مسلمان نہیں سمجھا اور ان کو مسلمان نہ سمجھ کر خود کافر ہوا، اور اگر کہے کہ یہ باتیں ان میں نہیں پھیلیں اور وہ مسلمان تھے تو مسلمان کی عزت و آبروریزی یا اس کی توہین کدنی کہاں رہا ہے؟

دیکھئے ابوداؤد شریف ج ۲، ص ۶۶۹ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

و سلم نے ارشاد فرمایا کہ :

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالٌ
وَ عِرْضٌ وَ ذَهَبٌ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ
الشَّقِ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

”یعنی مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اس کی عزت اور اس کا خون اتنی ہی برائی آدمی میں کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔“

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جو اپنے بھائی مسلمان کی عزت نہیں کرتا بلکہ اس کی حقارت بیان کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر شرارتی کوئی نہیں معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت شرارتی ہے اور جو جیسا ہوا اس کو دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں، تب ہی تو قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جس بستی یا گاؤں میں یہ تبلیغ والے جاتے ہیں تو اس بستی کے باہر پہلے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں اور اس عا میں بستی والوں کو پہلے ہی شر پر بنا دیتے ہیں۔

دیکھئے ایک اہم دینی دعوت ص ۵۹ میں وہ خود کہتے ہیں کہ :

”بستی کے قریب ہم جاتے ہیں تو ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم کو اس بستی کے رہنے والوں کے شر سے امان دے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَسْتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ قَالُوا بَلَىٰ وَ
سُؤْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَحَالَ بِمَا يَكْرَهُ
فَقِيلَ اَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُولُ قَالَ

إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اخْتَلَبْتَهُ وَإِنْ
لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَّشْتَهُ -

”یعنی تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے! فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ذکر تو ایسی چیز کے ساتھ کرے جو اسے بُری لگے، عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں تو آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ (یا رسول اللہ! ارشاد فرمایا کہ اگر اس شخص میں وہ چیز ہے جو تو کہتا ہے تو یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ چیز نہ ہو جو تو کہتا ہے تو بے شک تو نے اس پر بہتان لگایا۔“

نتیجہ یہ کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے اور اس کا مرتکب فعل حرام کا مرتکب ہے، اس لحاظ سے تبلیغی جماعت فعل حرام کی مرتکب بنی، اولاً اگر اس کے برعکس ہے یعنی میواتیوں میں وہ بات نہیں جو تبلیغی جماعت نے کہی ہے تو پھر بہتان ہے، اور یہ اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔

یہی یہ بات کہ وہ عیب کہ جس کی بنا پر انسان فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے، وہ کیسا ہونا چاہیے تو وہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ :

ذَكَرْتُ أَخَالَتَ بِمَا يَكُونُ

”یعنی ایسی بات کا ذکر کرنا جو کسی کو بُری لگے“

اب وہ عیب کسی کے بدن میں ہو یا اس کی عقل میں ہو یا اس کے دین میں ہو یا اس کی دنیا میں ہو یا اس کی خلق میں ہو یا اس کے نفس میں ہو یا

اس کے مال میں یا اولاد یا ماں باپ میں یا بیوی میں یا اس کے خادم میں یا کپڑے میں یا رفتار و گفتار میں یا مسیبت یا نشست و برخاست میں یا اس کے حرکات و سکنات میں یا تازہ روئی اور ترش روئی اور تند خوئی میں اور سخن گوئی اور خاموشی میں اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سے متعلق ہے چاہے اس برائی کا ذکر الفاظ سے ہو یا کنایہ یا رمز یا اشارہ یا آنکھ اور بھونول اور سر اور ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے۔ (ابوداؤد ج ۲، ص ۶۶۵، حاشیہ ۱۱)

(اور مظاہر حق ج ۴ ص ۹۵، مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)، احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۲۵ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

”جو کسی کو فاسق یا حقیر و خسیس، چور، شرابی، نازک پڑھنے والا، بے ادب وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یا کرے یا اس کے متعلق

کہے تو یہ سب کچھ اس کا گناہ حرام ہے اور غیبت ہے۔“

اور ص ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ غیبت زنا سے بھی بُری ہے :

فَإِنَّ الْغَيْبَةَ أَشَدُّ مِنْ الزَّوْنَا

”یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ بُری ہے۔“

اور صاحب غیبت یعنی غیبت کرنے والے اور کسی کو برا کہنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں جب تک کہ جس کو برا کہا گیا ہے وہ نہ بخشد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

إِنَّ صَاحِبَ الْغَيْبَةِ لَا يَغْفَرُ لَهُ حَتَّى
يَغْفَرَ لَهُ صَاحِبُهُ -

”یعنی برائی کرنے والے کی مغفرت نہیں جب تک جس کی برائی بیان کی گئی وہ اسے نہ بخش دے۔“

اس حدیث کی رو سے اب تبلیغی جماعت کو جب تک میواتی معاف نہیں کریں گے ان کے ہرگز بخشش نہیں۔

دلفریب دھوکہ

اب اگر کوئی تبلیغی جماعت کا خیر خواہ یہ سوال کرے کہ اس میوقوم کی تبلیغی جماعت نے زمین نہیں کی بلکہ تعریف کی ہے اور جہاں تک اس کو کوئی نہیں جانتا تھا وہاں تک دنیا جان گئی اور دنیا ابھی نظر سے دیکھتی ہے تو جواباً عرض ہے کہ دنیا جان تو ضرور گئی لیکن پہلے جس انداز میں جانتی تھی وہ یہ انداز تھا کہ جہاں اس قوم کی شجاعت، بردباری، بہمت و حوصلہ، شرافت و غیرت، مذہب و ملت پر قربان ہونے والی بے حیائی اور بے شرمی اور بد عقیدگی سے باز رہنے والی قوم کا تصور اقوام عالم میں پیدا ہوتا، بزرگان دین کے نقش قدم اور ان کے نام و عزت پر قربان و نثار ہونے والی قوم کا تصور اقوام عالم کے اذہان اس کے تصور سے ہمیشہ محسوس کرتے اور یہ دستور ہے کہ جس کے اندر جتنی شرافت و حیا اور محام نوازی زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کے اندر دلیری ہوگی اور کسی قوم کا دلیر اور بہادر اور شجاع ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ قوم اپنے اسلاف اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے والی ہے کیونکہ بے غیرت اور بزرگان دین کے نقش قدم سے ہٹنے والی قومیں بہادر اور بابرعب نہیں ہوا کرتیں اور اب جس انداز سے جانتی ہے وہ انداز یہ ہے تو تبلیغی جماعت نے پیش کیا کہ یہ گوہر کو پوجتے تھے، اگلے مشرکوں سے بھی بدتر تھے۔ جب تبلیغیوں کے نزدیک یہ مشرکوں سے بھی برے تھے تو ایسا کتنا تھا کہ میوات جانے سے میرا دل متغیر ہو جاتا ہے، جب تک اس کو غسل نہ دے لوں

اپنی حالت پر نہیں آتا، کیونکہ قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

”یعنی مشرک پلید ہیں“

اور تبلیغی جماعت کے نزدیک میوات مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے، دیکھئے ملفوظات جناب الیکس صاحب ص ۱۴۲۔ اور اس نوعیت سے جانتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ایسا صاحب نے مسلمان کیا ہے۔

تو یہ جانتا تو ایک نہ جانتا ہے اور کہیں مقوڑی سی تعریف کر دی اور برائی کر دی اور پھر تعریف کر دی اور پھر برائی کر دی۔ یہی نشانی منافقت کی ہے اور ایسے کے متعلق ہی حدیث پاک میں ذوالوجہین کہا گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ
الَّذِي بَايَعَ هَؤُلَاءِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ لَا يَوْمَئِذٍ

(مکتوٰۃ مطاع، ابوداؤد ج ۲، ص ۶۶۸، بخاری ج ۲، ص ۸۹۵)

مفہوم حق ج ۲، ص ۹۱

”یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے برا دورو یہ (منافی صفت) شخص کو پاؤ گے جو ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسری طرح سے“

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ جو شخص موقع کے مطابق جیسی محفل دیکھے وہاں اس ایک ہی بات کو خواہش کے مطابق بدل دے، وہ منافق

صفت ہے اور قیامت کے دن سب سے بدترین وہ شخص ہوگا، تو پتہ چلا کہ تبلیغی جماعت اگر کہیں میوؤں کی سٹھاس کے ساتھ تعریف بھی کرتی ہے جیسا کہ اس کی ان میوات کے متعلق سخت و نرم باتیں بعض لوگوں کے ذہن میں تعریفی پہلو کا احساس بھی پیدا کرتی ہیں تو یہ بھی ان کی تعریف نہیں بلکہ توہین ہے کیونکہ برائی کے ساتھ تعریف کرنا بھی برا ہے، دیکھئے احبار العلوم ج ۳، ص ۱۲۶ پر ہے کہ زبان سے کسی کی برائی کرنا :

اِسْمًا حُرِّمَ لِاَنَّ فِيْهِ تَقْصِيْمَ الْغَيْرِ نَقْصًا
اَخِيْلَكَ وَ تَغْيِيْفًا بِمَا يَكُوْنُ فَالتَّحْرِِيْضُ
بِهٖ كَالْتَّضْيِيْحِ -

اس لئے حرام ہے کہ اس میں غیر کو اپنے بھائی کی برائی پر مطلع کرنا اور بھجانا ہے اور اس کی تعریف ایسی بات کے ساتھ کرنا جو اسے بری لگے، یہ اثر لڑ چوٹ کرنا ہے جو صراحت برائی کے مترادف ہے۔

تو ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کا یہ تعریف کرنا جسے تبلیغی جماعت والے تعریف سمجھتے ہیں یہ تعریف نہیں بلکہ عین توہین ہے۔

اب میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اہل علم و فہم میرے دینی، ملی، ملکی اور قومی بھائی، بزرگ، میرے ان پیش کردہ حوالہ جات کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید بے لفاظی اور کم علمی کو نظر انداز کرتے ہوئے بہت غور سے پڑھیں گے اور ان سے خود بھی اس تبلیغی جماعت کے جال اور پھنک سے محفوظ رہتے ہوئے اور ان کو بھی اس کی ان حرکات و سکنات اور اسلیت سے واقف اور روشناس کرائیں گے۔

تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا

دینی دعوت ۱۹۹۳ء پر مولوی ایاس صاحب لکھتے ہیں :
"ان غریب میواتی کاشتکاروں کا ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تغیر پیدا ہو جائے، ممکن نہیں اور یہ توقع بھی غلط ہے کہ وعظ و پند ہی سے ان کی زندگی میں انقلاب ہو جائے گا اور وہ اس جاہلی زندگی سے نکل کر اسلامی زندگی میں قدم رکھیں گے۔"

اس حوالہ بالا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :

۱۔ یہ کہ میواتی سب کے سب کافر ہیں کیونکہ جاہلی زندگی "اسلامی زندگی کے مقابلہ میں ہے اور جب جاہلی زندگی یا جہالت وغیرہ کے الفاظ جو اس قسم کے ہوں، اسلام کے مقابل آئیں تو اس سے مراد کفر ہوتا ہے، دیکھئے سوانح حضرت مولانا محمد یوسف (جو ان کے اپنے ہی ہیں) ص ۱۷ پر ہے :

"معاشرت اسلامی یا معاشرت جاہلی"

معاشرت اسلامی حضور پاک اور صحابہ کا زمانہ اور معاشرت جاہلی اغیار، یہود و نصاریٰ وغیرہ دشمنان اسلام۔

نیز حیات الصحابہ ج ۱ ص ۱۵۵ اور ج ۲ ص ۴ (مولفہ مولوی محمد یوسف بانی تبلیغی جماعت کا بیٹا) میں بھی زمانہ جاہلیت سے مراد جو اسلام کے مقابل ہے، زمانہ کفر مراد ہے۔

نیز حدیث پاک میں بھی موجود ہے کہ :

خَيْرُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيْرُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ
مزید سنئے :

”ناظرین میں سے بہت سے اصحاب نے میوات کی تبلیغی تحریک کا ذکر سنا ہوگا جو جناب مولانا محمد الیاس صاحب (مقیم بستی حضرت نظام الدین) کی راہنمائی میں ایک عرصہ سے جاری ہے اور جس سے میوات کی سرزمین جاہلیت میں اسلام کا آغاز ہوا ہے۔“

(اصلاح انقلاب ص ۱۷۷ اردو ورقہ پبلٹ شائع شدہ
سول اینڈ ملٹری پریس، کراچی۔ بنام ایک اہم دینی
تحریک کا تعارف ص ۱۷۷)

میوات اسلام سے محروم

(اصلاح انقلاب ص ۱۷۷ پر ہے۔
”یہ تاریک خطہ۔۔۔۔۔ اسلام کی روشنی سے محروم تھا“

میو، مشرک اور بت پرست تھے

”ان کی۔۔۔۔۔ عادات بندہ و دانہ خفیں، شرک و بت پرستی
تک کا رواج۔۔۔۔۔ رہتا تھا۔“

(ایک اہم دینی دعوت کا تعارف ص ۱۷۷، اصلاح انقلاب ص ۱۷۷
دینی تحریک ص ۱۷۷)

تبلیغی جماعت والے کتے خنزیر سے بدتر

حضرات! میں اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا، فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں، آپ خود سوچیں کہ یہ جو کچھ تبلیغی جماعت والوں نے میواتیوں کے متعلق کہا ہے، فیصلہ صرف انہیں کہ یہ الفاظ کسی کے حق میں کہنے اچھے ہیں یا بُرے؟ اگر کوئی اچھے بتائے تو تمام الفاظ اچھے بنانے والے کے منہ پر مارے جائیں اور برسر عام اسے ان الفاظ سے نوازا جائے، پھر اگر برا منائے تو ثابت ہوگا کہ یہ اچھے نہیں اور حقیقتہً میں بھی نہیں، اور برے بتائے تو جو کوئی اس زبان سے بری باتیں کرے وہ کون ہے؟ یہ خود تبلیغی جماعت کے پیشوا و بانی الیاس صاحب سے دریافت کیجئے۔

دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۲۶ تا ۲۷ میں ہے :

”ان کو اپنے ماسوا پر جو اقیاز و تفوق حاصل ہے
اس میں زبان کو خاص دخل ہے۔۔۔۔۔ اگر زبان کو اس نے
آلہٴ شہرنا کر رکھا ہے مثلاً بری باتیں بکاتا ہے اور ناحق لوگوں کو
ایذا دیتا ہے تو۔۔۔۔۔ یہی زبان آدمی کو کتے، خنزیر
سے بھی بدتر کر دے گی۔“

دیکھا آپ نے؟

لو آپ اپنے حال میں صبا دھپنس گیا

تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں

دیکھئے ایسا صاحب کے ملفوظات ص ۲۶ و ص ۶۶، ایسا صاحب اس بدزبانی کے تحت ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہیں :

هَلْ يَكُنُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى مَنَاجِرِهِمْ
إِلَّا حَصَا سُدَّ السِّنَةِ سَدًّا

”یعنی آدمیوں کو اوندھے منہ جہنم میں ان کی بکواس ہی ڈالے گی۔“

اب فیصلہ قارئین فرمائیں کہ تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کے متعلق یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہا ہے اور توہین و تنقیص کی ہے یہ سب زبان کے خرافات ہیں جن کی بنا پر اس حدیث کی رو سے تبلیغی جماعت والے جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے یا کہ نہیں ڈالے جائیں گے۔

ایسا صاحب کی اس حکیم کا کورس آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا، یہ تمام گالیاں جو میواتی حضرات کو دی ہیں یہ سب تبلیغی جماعت کے کورس میں داخل ہیں اور معاذ اللہ یہی اس حکیم میں داخل ہیں جن کی وجہ سے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کو یہ بے چین پارہا تھا۔ (دیکھئے اکابر کے خطوط ص ۶۵)

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس کتاب کے مصنف محمد عبدالغفور الوری

نے تبلیغی جماعت کے بانی ایسا صاحب کا نام صرف ایسا ہی کہہ کر لیا ہے اس کے ساتھ اور کچھ مولوی یا حضرت وغیرہ کا اضافہ نہیں کیا اور یہ بات شرافت و ادب کے خلاف ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے اپنی تحقیق کے مطابق شخص قابل تعظیم معلوم نہیں ہوا جیسا کہ میرے پیش کردہ حوالہ جات سے ان کی باطنی کیفیت کا پتہ چل رہا ہے اور جو شخص قابل تعظیم نہ ہو اس کی تعظیم کرنا غلط مدحت سرائی کے مترادف ہے جس پر مخائب آقاؐ نے وہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعید وارد کی ہے کہ :

إِذَا سَأَلَ آيَتُكَ الْمَدَّاحِينَ فَاحْشُوا
فِي وُجُوهِهِمُ الشُّرَابَ -

”یعنی جب تم (غلط) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔“

(مظاہر حق ج ۴، ص ۹۴)

اور پھر جبکہ تبلیغی جماعت کی کتابوں میں بھی بڑا ایسا نام پایا جاتا ہے۔ دیکھئے مولانا محمد ایسا اور ان کی دینی دعوت ص ۵۵، ایک اہم دینی دعوت ص ۳، مولانا محمد ایسا اور ان کی دینی تحریک ص ۱، ص ۲، ص ۳، ص ۴، ص ۵، ص ۶، تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص ۲۶، ص ۲۷۔

رہا اس کے نام کے ساتھ مولوی یا حضرت وغیرہ کے القاب تو اس سے قبل یہ حوالہ گزر چکا ہے کہ یہ لوگ ہمارے نبی اکرم کے نام پاک ساتھ ادب و احترام کا لفظ نہیں لکھتے بلکہ صرف ”محمد“ ہی لکھ دیتے ہیں اور جو ہمارے آقا کے نام پاک کے ساتھ ادب و احترام و تعظیم کے الفاظ و القاب استعمال نہیں کرتا وہ اس قابل کب ہو سکتا ہے کہ اس کے نام کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال

کے بجائیں کیونکہ

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

بس الیکس کے نام کے ساتھ میرے القاب وغیرہ نہ لگانے کی یہی
وجہ ہے، تو اب جو مجھ پر اعتراض کیا گیا تھا وہ تو خود تبلیغی جماعت کے روح
رواں مصنفین کی ذات پر وار د ہو گا نہ کہ مجھ پر

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ایک پیش آنیوالہ شبہ اور اس کا جواب

ہو سکتا ہے کہ کوئی تبلیغی جماعت کے اندر شامل ہونے والا میواتی کہے
کہ جو کچھ میواتیوں کے متعلق تبلیغی جماعت نے کہا ہے جس کی نشاندہی الوری صاحب
نے کی ہے یہ باتیں میواتیوں میں نہیں،

تو جواباً عرض ہے کہ ناچیز نے جو قوم میواتی کے بارہ میں عرض کیا ہے
وہ بفضلہ تعالیٰ حق عرض کیا ہے کہ ساری قوم ایسی نہیں تھی جیسا کہ تبلیغیوں نے
ان کے متعلق کہا ہے اور میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے
تک کے میواتیوں کو کا فر قرار دیا اور ثابت کیا کہ الیکس صاحب نے ان کو
مسلمان کیا،

تو جو میواتی یہ کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ خود
اپنی زبانی ایسا بتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے باپ دادا کا فر و بت پرست
وغیرہ ہوں جن کو تبلیغی جماعت کے بانی الیکس نے مسلمان کیا ہو اور وہ آج تک
اپنے آقا ابیاس کے حق کی ادائیگی کرتے ہوئے اس جماعت میں شامل ہوں

میں تو ان میواتیوں سے ہوں جن کے باپ دادا صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت
مسلمان تھے اور میں اور جو ایسا جماعت کے وجود سے بھی سینکڑوں سال
پہلے یعنی ۱۲۲۰ء میں مسلمان ہوئے تھے۔

بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب

اگر بعض حضرات یہ کہیں کہ تبلیغی جماعت نے اگر ہماری میواتیوں کی یہ
توہین کی تو کسی کو یہ پتہ تو نہیں تھا اب سب کو پتہ چل گیا کہ یہ قوم ایسی تھی لہذا
الوری صاحب کو نہیں چاہئے تھا کہ جو اس قوم کے متعلق تبلیغی جماعت والوں نے
کہا ہے اسے عوام کے سامنے پیش کرنے۔

جواباً عرض ہے کہ بعض دوست جو ایسا خیال رکھتے ہیں میں ان کی اس
بات کو اب بھی سادگی پر محمول کروں گا اور عرض کروں گا کہ میری ایک چھوٹی سی
کتاب جو بہت بڑے مسودہ سے چھانٹ کر خلاصہ کی شکل میں پیش کی گئی
ہے اور جس میں مختصر سا ذکر ان معجزات کا کیا گیا ہے جو تبلیغی جماعت نے
بڑی بڑی کتابیں شائع کر کے ملک بہ ملک پھیلادی ہیں اور اسکے فائدہ میں تبلیغی
جماعت کے اڈا کے باہر بھی اور ان کے دوسرے اڈوں پر بھی یہ کتابیں عام
مل جاتی ہیں اور جس دن سے یہ جماعت شروع ہوئی اس دن سے آج تک
اس جماعت والے اپنی محفلوں، اجلاسوں، اڈوں کو رونق بھی اس قوم کی برائیوں
کے ذریعہ بخشتے ہیں، میں نے تو اذروئے شرع شریعت ان کو سمجھانے
کی کوشش کی ہے کہ یہ قوم مسلمان ہے، اس کے متعلق ایسے الفاظ کہہ کر
اپنے اپنے جہنم نہ خریدیں اور اس قوم کی سادگی و برابری سے جتنا فائدہ
اطلائے اور دنیا کمایا ہے اب اسی پر اکتفا کر جاؤ اور توبہ کر لو، ابھی توبہ کا دروازہ

کھلا ہے ورنہ اب نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا قوم بیدار ہو چکی ہے۔

ایک سوال کا جواب

ایک شخص نے سوال کیا کہ الوری صاحب کیا بات ہے کہ آپ کے مہو بھائیوں کی تبلیغی جماعت والوں نے کافی توہین کی ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا لیکن آپ کی قوم کے لوگ جو اس جماعت میں ہیں ان سے تو یہ سننے میں آیا ہے کہ جو کچھ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں یہ سب صحیح ہے بلکہ وہ خود اس کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ اس میں شامل ہیں تو کیا آپ لوگ ایسے ہی محض ہیں کہ آپ کو تبلیغی جماعت نے اقوام عالم کے سامنے پیش کیا ہے؟

جواب عرض ہے کہ میرے دوست! میری قوم انتہائی سادہ لوح سادگی پسند، شریعت الطبع، بردبار، دیندار، غیرت مند، اپنے کام سے کام رکھنے والی، زمیندار، اپنے ملک کی تمام اقوام سے اعلیٰ سزاوار ہونیوالی اور دین کی ہر بات پر قربان ہونے والی تھی اور دیندار کا تہ دل سے ادب کرنے والی تھی اسی لئے ہمارے ہاں میوات میں یہ امتیاز تھا کہ غیر مولوی چاہو ایک ہاتھ لمبی ڈال دے لیکن اسے مولوی نہ کہتے جو بڑھ چکا دیندار ہوتا اس پر قربان ہونے کو تیار رہتے، بزرگان دین کا احترام ان کے قلب و حجر میں جاگزیں تھا، خدا ترسی کی صفت تو ان کی گھٹی میں ڈالی ہوتی تھی۔

ان کی ان اعلیٰ خصائص شریفہ سے تبلیغی جماعت کے مکاروں نے بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لیسدار شے کی طرح چمپٹ جلتے ہیں اور راہ جلتے مسافروں کے راستے، ہل لیجانے والے ہالی وغیرہ کو روک کھڑے ہوتے ہیں، چاہو کوئی مسافر کسی مرگت میں جا رہا ہو لیکن

میں دیکھتے ان کو اپنے کام سے غرض ہے تو یہ بھڑکنا بھڑکنا ہے جب میری قوم کے سامنے یہ صورت اور منافقانہ سیرت لے کر آئے تو وہ بیچارے ان کی ظاہریت کو دیکھ کر مینڈ کی طرح ان کے داؤ میں آ گئے، جیسے کہ کہاوت ہے کہ پانی کے اندر بگلا ایک ٹانگ پر سر جھکائے آنکھیں بند کرے ایسے کھڑا ہوا تھا جیسے کوئی صاحب دل مراقبہ کی حالت میں خدا سے لو لگائے ہوتا ہے اور ماسوا سے بے خبر ہوتا ہے اسی طرح مینڈ کی بھی یہ سوچ کہ کہ شاید یہ بھگت ہے اس کے پاس آئی، بس اس کا آنا تھا کہ یکدم بگلا نے اسے گپک لیا تو مینڈ کی نے کہا ۵

ایک ٹانگ بگلا کھڑا لگا دھنی سودھیان

میں جانے ہی کوئی بھگت بھگلا نیپ کپٹ کی کان

یعنی مینڈ کی اپنے خیال کا اظہار کرتی ہے کہ میں نے تو یہ سوچا کہ یہ بگلا جو اتنی یکسوئی کے ساتھ ایک پاؤں پر چوکھڑا ہے یہ کوئی درویش اللہ والا ہے لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا یہ تو خالص کھوٹ اور گندگی کی کان اور گرٹھا ہے۔

ایسے ہی تبلیغی جماعت والے ہیں، جب انہوں نے ان مہوایتوں

کو شکار کر لیا تو اب اپنی دکان ان کے ذریعہ چمکانے کے لئے ان پر پیار کی ہو گئی دیتے رہے اور قوم کا بیڑا غرق کرنے رہے، ایک غنچہ کی دی اور کاشا اللہ دیکھو حضرات یہ صاحب میواتی ہیں ان کی قوم گو بر کو پوجتی تھی اور انہوں سے بھی بڑی ہے لیکن انہیں اللہ نے چن لیا، فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پر چھپاتے ہیں، قدم قدم پر کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔ پھر

حضرت جی نے انہیں مسلمان کر لیا، یہ سعادت ان کو سب سے پہلے نصیب ہوئی، یہ قرن اول کی نشانی ہیں، ماشاء اللہ! بھائی سب اس سے مصافحہ کیجئے۔

اب یہ شخص اس طرح چھوٹا گیا اور اس طرح قوم کا بیڑا غرق کرتا گیا تبلیغی جماعت والے اس کو ہر تحقیقی پر قوم و خاندان کی جانب سے بے حس کہتے گئے تاکہ یہ قوم کی برائی کو غصا نہ کرے، دیکھئے قوم و خاندان سے کس انداز میں بیگانہ کیا جاتا ہے۔

قوم و خاندان کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا دلفریب طریقہ

”مسلمان امت ہونے کی صفت کھو چکے ہیں۔۔۔۔۔“

اگے امت بننے کا طریقہ بتلایا۔۔۔۔۔ یہ امت اسی طرح

بنی بھٹی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی

پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال و

جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا،

دیکھا کیے ڈھنگ اور فریب سے خویش و قارب سے دور

کہتے ہیں، بس یاد رکھیں کہ قوم تو ایسی تھی جیسا پہلے عرض کر دیا اور جن کو قوم

کافر دہونے کے باوجود احساس نہیں، وہ اس آخر والی بات کی وجہ سے

شہدیں۔

تبلیغی جماعت اہل ہے

تبلیغی جماعت نے میواتیوں پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ قاتل مخفی
کشت و خون ان کے قومی خصائص محققے لیکن جس طرح میں پہلے باحوالہ ہر پات
کو پیش کرتا رہا ہوں، اب بھی باحوالہ ثبوت دیتا ہوں کہ قاتل خود تبلیغی جماعت ہے
اور کوئی نہیں جیسا کہ اقوام عالم کو اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ روز روشن
کی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع
ہوا جس میں محمد اقبال نامی ایک شخص رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کی
شہرت سن کر اپنے دوست محمد خاں کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں
شامل ہوا، جہاں محمد خاں نے عالم جذبات میں نعرہ رسالت (یا رسول اللہ!)
بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کر دیا، جس پر جلسہ کے منتظم اسے جلسہ گاہ سے
اٹھا کر اندر سٹور روم میں لے گئے اور اسے لٹکا کر مارنا شروع کیا۔

جب محمد اقبال کو پتہ چلا، یہ بھی وہاں پہنچا، ان سے کہنے لگا یہ تو مجھ کو

بھی یہاں لایا ہے اچھا آدمی ہے، اسے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا

ماتنے نعرہ رسالت اور بایا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگایا ہے۔ اس پر محمد اقبال نے

کد کیا یہ بڑی بات ہے؟

بس اتنا کہنا تھا کہ اسے بھی پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کا

سرباز جنگ شیر نامی مغوس آیا اور اس نے محمد اقبال کے سر پر ڈنڈا دے مارا

جس سے اس کے سر میں پانچ پانچ گہرا زخم ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا

اس پر اسے بیوشی کی حالت میں ہسپتال یجا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لا کر
شہید ہو گیا، انا لڈوانا الیہ راجون۔

اب نیچے حوالے :

روزنامہ حیات ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، میں لکھا ہے :
" تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے ہیمانہ تشدد کا شکار ہونے والا
جاں بحق ہو گیا، متوفی کو چھت سے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے
پیٹا گیا، آج لاش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا،
مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ سے روکنے کے لئے دس ہزار روپے
کی پیش کش کی گئی۔"

روزنامہ آزاد ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

" رائے ونڈ میں منعقدہ سر روزہ بین الاقوامی تبلیغی اجتماع
کے دوران مذہبی نعرہ لگانے والے نوجوان کو تشدد سے
ہلاک کر دیا۔۔۔۔۔ بابا شاہ جمال کا نعرہ لگانے پر پلڑا باندھنے
مقتول کو الٹا لٹکا دیا۔"

روزنامہ آزاد ۲۸ نومبر ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے :

" رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع پر
پابندی لگائی جائے۔"

روزنامہ حیات ۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء بروز جمعرات لکھتا ہے :

" زخمی محمد خاں کے گھر کے گرد پراسرار نقل و حرکت، تبلیغی
جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کر کرنا
چاہتے ہیں۔"

روزنامہ مساوات ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

" رائے ونڈ کے دینی اجتماع کے دوران زخمی ہونے
والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔"

روزنامہ مشرق ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، لکھتا ہے :
" رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے سالانہ اجلاس

میں زخمی ہونے والا نوجوان چل بسا۔"

ماہنامہ رضا نے مصطفیٰ کو حیرانوالہ شمارہ دسمبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :
" رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت۔۔۔۔۔ کے غنڈوں

نے۔۔۔۔۔ محمد اقبال مرحوم پر محمد خاں کو الٹا لٹکا کر جس وحشیانہ
وہیمانہ طریقہ سے تشدد کا نشانہ بنایا۔۔۔۔۔ تبلیغی جماعت

کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں، کچھ عرصہ قبل قصور میں کئی تبلیغی جماعت
کے ایک رکن نے حاجی محمد خاں کو۔۔۔۔۔ قتل کر دیا تھا۔"

نیز رضا نے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۳۹۸ء لکھتا ہے :

" مسکین صورت پرندہ سیرت تبلیغی جماعت"

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ جس نے
دیکھنا ہو بہت سے اخبارات و رسائل میرے پاس موجود ہیں اور فوٹو ٹیلیٹ
کاپیاں موجود ہیں اب وہ درخواست ملاحظہ ہو جو متوفی کی بیوی مسماۃ نسیم
نے ۲۸ کو اس عنوان سے دائرہ کرائی :

بخدمت جناب مارشل لا رائیڈ منسٹر برطانوی صاحب زون ایجنٹ لاپورٹ

کیلین ۷۹۵۶-۷۷-۲۹

ماہنامہ فیضان، دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :
 ”رائے ونڈ کا شرمناک سانحہ محمد اقبال پر تشدد کی لڑخیز داستان“

روزنامہ سیاست، یکم دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :

”سانحہ رائے ونڈ پر مسلمان سراپا احتجاج بن گیا ہے“

روزنامہ مغربی پاکستان، یکم دسمبر ۱۹۶۷ء لکھتا ہے :

”دینی و سیاسی حلقوں میں تبلیغی جماعت کے خلاف غم و غصہ“

روزنامہ نوائے وقت، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۷ء بروز بدھ لکھتا ہے :

”رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے موقع پر ایک شخص

محمد اقبال کے قانون کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے“

علاوہ ازیں آفتاب ملتان، وفاق لاہور و سرگودھا و راولپنڈی و رحیم یار خاں

کے جرائد میں بھی اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔

اب قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں کہ تبلیغی جماعت قاتل ہے یا نہیں؟

اور پھر قتل بھی نعرہ رسالت و بابا شاہ جمال زندہ باد پر۔

اگر کوئی اس کو غلط ثابت کرے تو پورے ملک کے اخبارات رسائل

کی تکذیب ہوگی یکس عیاں راجہ بیاں؟ روز روشن کو شب تاریک کون بنا سکتا

ہے؟

ہمارے پاس متوفی کی سیم نسیم کے دائرہ کردہ دعویٰ کی نقول بھی موجود

ہیں جس کا دل چاہے اکر دیکھ لے۔

ایک بہت بڑا اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد عبدالغفور الوری مصنف کتاب کو چاہتے

تھا کہ جس کتاب کا حوالہ دیتا اس کا پورا پورا صفحہ نقل کرتا تاکہ پتہ چل سکتا کہ

اصل عبارت سے تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے؟

جواب عرض ہے کہ میرا اپنی کتاب کو تبلیغی جماعت کی کتابوں کی

عبارت سے بھرتا مقصود نہیں جو پورے ہی صفحات نقل کرتا، میرا مقصد تو

تبلیغی جماعت کی کتابوں سے خرافات کی نشاندہی کرنا ہے اور جہاں جو برائی

کی بات تھی وہ صفحہ وار ان کی کتابوں سے ثابت کر دی گئی، اب جو کسی کو شرابی

یا سود خوار وغیرہ کہے اور ان الفاظ کے ساتھ وہ ایک صفحہ شرابی یا قاتل کی تعریف

میں بھر دے تو کیا وہ تعریفی عبارت اس ایک ہی لفظ قاتل یا شرابی کی برائی کے

اثر کو زائل کر دیگی؟ ہرگز نہیں! برائی ہرگز برائی رہے گی، تو یہ بھی ایک دھوکہ

ہے جو عوام کو دیا جاتا ہے تاکہ کچھ وقتی بات تو بنے ورنہ ایک شخص کسی کا بڑا

مداح ہو، ہر وقت اس کی تعریف کرتا ہو لیکن دوران تعریف اس کی توہین کے

کلمات بھی اس کی زبان سے نکلتے ہوں تو کون نہیں جانتا کہ یہ مخلص نہیں سخت

خطرناک ہے۔

میواتی قوم کو محتاج سمجھیں

تبلیغی جماعت کے نزدیک میواتیوں کی حیثیت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دینی دعوت ص ۱۳۳ کے مضمون سے لیجئے :

” ان دیہاتی ناخواندہ میواتیوں کو کبھی کبھی ناقدانہ نظر سے دیکھا جاتا اور اس پر تعجب کا اظہار کیا جاتا کہ ان بے علم میواتیوں سے جو خود تعلیم و اصلاح کے محتاج ہیں، تبلیغ و اصلاح کا کام لیا جاتا ہے، مولانا نے اس پر متنبہ فرمایا کہ یہ ان کا موضوع ہی نہیں ہے، ایک خط میں مقصود کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :

ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں بلکہ اس ایک چیز کے علاوہ یعنی گھر بار چھوڑ کر باہر نکلنا اس چیز کو تو ان سے سیکھیں اور باقی تمام اشیاء میں ان لوگوں کو اپنا محتاج سمجھیں۔“

تبلیغی جماعت کی مذکورہ بالا عبارت سے ادنیٰ سے ادنیٰ ذہن کا آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسا صاحب نے جو لوگوں کے تعجب کو رفع کیا تو یہ کہہ کر کہ آپ لوگ جو یہ سمجھ کر کے تعجب کرتے ہو کہ ناخواندہ میواتیوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے یہ کسی کی کیا اصلاح کر سکتے ہیں، تو یہ تعجب کرنے والے

جو تعجب کرتے ہیں، یہ تعجب تو بجا ہے اور جو کچھ کہنے والے کہتے ہیں وہ بھی بجا ہے لیکن بات تو یہ ہے کہ لوگ سمجھ چکے ہیں کہ یہ میواتی کسی کی اصلاح کرنے اور تبلیغ کرنے ممکنے ہیں پس یہ اتنا سمجھ لینا ہی غلطی ہے، اصلی بات یہ ہے کہ تبلیغ کرنا یا کسی کی اصلاح کرنا، ان میواتیوں کا موضوع ہی نہیں ہے۔ ان سے بس گھر بار چھوڑ کر بیوی بچوں اور خویش واقارب کے حقوق کو پامال کرنا، بسترے اٹھائے پھرتا تو سیکھ لو لیکن میواتی کسی کی اصلاح کریں تو یہ بات غلط ہے۔

” ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں اور تمام اشیاء میں میواتیوں کو ہمیشہ اپنا محتاج سمجھیں۔“

مذکورہ عبارت سے مختصر طور پر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں :

- ۱۔ میواتیوں سے تبلیغی جماعت کا مقصد بسترے اٹھوائے پھرنے اور اپنی دکان کو سجانے کے سوا کچھ نہیں۔
- ۲۔ تبلیغی جماعت کے میواتی ناخواندہ ہیں۔
- ۳۔ تبلیغی جماعت میں شامل ہونے والے میواتیوں کو ثواب نہیں ملتا کیونکہ تبلیغیوں کے نزدیک تبلیغ ہی سے ثواب ملتا ہے اور میواتی اس کے اہل نہیں اور ان سے تبلیغ کرنا مقصود ہے۔
- ۴۔ میواتی بیوی وغیرہ سے تنگ آکر گھر کو چھوڑنے کو ہی کمال سمجھتے ہیں۔
- ۵۔ تبلیغی جماعت کے میواتی بر بات میں ہمیشہ محتاج رہیں گے اور میں او اسی لئے ان سے مدرسہ وغیرہ بھی چھین لیا گیا کیونکہ محتاج ہیں۔

میواتیوں کی صحیح تصویر

میواتیوں کی ایک تصویر تبلیغی جماعت کی تحریر کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے، اب تاریخی لحاظ سے اس کا دوسرا اور صحیح رخ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین متباہر نہ رہیں :

- ۱- علاقہ میوات کے سارے میوسلمان تھے۔ (تاریخ میو، ج ۱ ص ۲۳۹)
- ۲- ساری میو قوم سنی فرقہ سے تعلق رکھتی تھی، (ایضاً ص ۲۴۰)
- ۳- ساری میو قوم کاشتکار تھی۔ (ایضاً ص ۲۴۰)
- ۴- میواتی سنگھ میں مسلمان ہوئے، سلطان محمود غزنوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپہ سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) تجارت کے جادو میو راجہ تیج پال کو شکست دے کر مسلمان بنایا۔۔۔۔۔ شکست کھانے کے بعد راجہ نے اسلام قبول کیا اور اپنی برادری سے بھی اسلام قبول کرایا، یہ واقعہ تقریباً ۱۲۲ھ کا ہے۔
- تیج پال کا اسلامی نام جلال خاں رکھا گیا۔ (ایضاً ص ۱۶۱ تا ۱۶۲)
- ۵- یہ بہادر قوم کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے اسلام نہیں لائی تھی، بے درپے شکستوں کی وجہ سے ہندو دیوی دیوتاؤں سے ان کا عقیدہ ہٹ گیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۶۱ تا ۱۶۲)
- ۶- یہ غلوص سے اسلام لائے، آج تک سالار سید مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) کے جھنڈے کی (جو اسلامی جھنڈا تھا) قدر و منزلت ان کے دل میں ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۲)

سید سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ)۔۔۔۔۔ میوات سے چلتے وقت مختلف مقامات پر اپنے ساتھی بہت سے بزرگوں کو مقرر کر گئے کہ وہ ان مسلمان ہونے والے میوؤں کو اسلام کی تعلیم دیں اور دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اسلام کے جھنڈے کو میاں قائم رکھیں۔۔۔۔۔ یہ بزرگ۔۔۔۔۔ تبلیغ کرتے رہے اور اسلام کے جھنڈے کو قائم رکھا جو میوات میں سالار کے جھنڈے کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ اس۔۔۔۔۔ جھنڈے کو کسی جھوٹی بات پر میو بھی ہاتھ نہیں لگانا تھا نیز سالار کا احترام سب بزرگوں سے زیادہ آج تک موجود ہے کیونکہ یہ قبائلی سچے دل سے اسلام لائے تھے۔ (ایضاً ص ۱۶۶)

۲- مورتنی پوجا اور ہندوؤں کے اصل دیوی دیوتاؤں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

تبھی تو راؤ بخشا میو نے دیوی کو مخاطب کر کے کہا :
سن ری دیوی باؤلی تینے بھاؤ بھنگرا یو
تینا چھٹ گوشاہ کو اب تو ڈوڈھی ہٹ جا یو

۸- چھتری ہونے کی بنا پر اپنے ناموں کے ساتھ خان یا سنگھ لگاتے ہیں (جس کا معنی ہے شیر) ناموں کے معاملے میں بھی اس (میو) قوم نے شدت کے ساتھ اس فرق کو ملحوظ رکھا کہ اپنے ناموں میں رام، لال، کرشن، شنکر، بھگوان وغیرہ نہیں لگاتے، ہر سمجھا رہا اندازہ لگا سکتا ہے کہ دراصل انہیں ہندو مذہب سے لگاؤ نہیں بلکہ صرف چھتری پن سے لگاؤ ہے۔ (ایضاً ص ۲۵۶)

- ۹۔ میوات میں قتل کو بہت بُرا سمجھتے تھے۔ (ایضاً ص ۲۴)
- ۱۰۔ میوات فقیہ کے ساتھ چار پائی پر بیٹھنا یا اس کو اپنا چھوٹا کھانا کھلانا یا اس کے ہاتھ سے حق پینا بری بات سمجھتے تھے۔۔۔۔۔ سید سالار کے مقرر کئے ہوئے بزرگوں کی کبھی پانچ اور کبھی نو آدمیوں کی جماعت۔۔۔۔۔ تبلیغ کے لئے نکلا کرتی تھی، ان میں سے ایک واعظ اور دوسرے محافظ ہوتے تھے، اگر ان میں سے ایک شہید ہو جاتا۔۔۔۔۔ تو اس کی قبر بچ بچا کو گزرا کے امتیازی نام سے مشہور ہو جاتی تھی۔ (ایضاً ص ۱۶۷، ۱۶۸)
- ۱۱۔ قارئین اگر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے تو ان کی سمجھ میں آسانی سے یہ بات آجائے گی کہ ڈاکو یا راہزن وہ مجھے جنہوں نے اس قوم کو تباہ کیا۔ (ایضاً ص ۱۸)

ان حوالوں سے یہ باتیں ثابت ہوئیں :

- ۱۔ میوقوم سنگھ میں مسلمان ہوئی لہذا اسے تبلیغی جماعت نے مسلمان کیا، جو کہ تقریباً ۱۵ سال سے بھی کم عرصے سے کام کر رہی ہے۔
- ۲۔ تبلیغ کا طریقہ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کر دیا اور یہ طریقہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت کے لئے تھا لہذا کہ مسلمان میواتیوں کے لئے۔
- ۳۔ میوات کی ساری قوم صحیح العقیدہ تھی، اور یہی وہ میوقوم کا تبلیغی عہد کے نزدیک بڑا گناہ ہے جس کی بنا پر اسے کتب و رسائل میں دنیا کے سامنے بدنام و رسوا کیا ہے۔

جامعہ محمدیہ فیاض العلوم

عقلا منڈی ۵ رانیونڈ

جامعہ فیاض العلوم اہل سنت جماعت کی مرکزی رہگاہ ہے

جس میں

قرآن پاک حفظ و ناظر قرأت و تجوید کے ساتھ ساتھ
مکمل درس نشانی کی تعلیم دیکھائی ہے۔

جامعہ میں شعبہ جامعہ الطالبات بھی قائم ہے،

جس میں طالبات کو حفظ قرآن و قرأت و تجوید غائر فاضلہ و درس نظامی
فاضل عربی اے۔ ٹی۔ ٹی۔ سی کورس بھی پڑھایا جاتا ہے۔

جامعہ میں بیرونی طلبہ و طالبات کی رہائش، خوراک،

پکاس، صابن وغیرہ کا بہترین انتظام ہے تاکہ ان کے محضر حضرت

اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر سعادتِ دین حاصل کریں۔

ترسیل ورد: محمد عیسیٰ القصور الورمی بانی و مہتمم جامعہ فیاض العلوم

042-5390243-0300-4256623

فہمہ ٹی رانیونڈ ۵ رانیونڈ